مقامات نور

کتب خانہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی
ذخیرہ
69/1
قسم
619

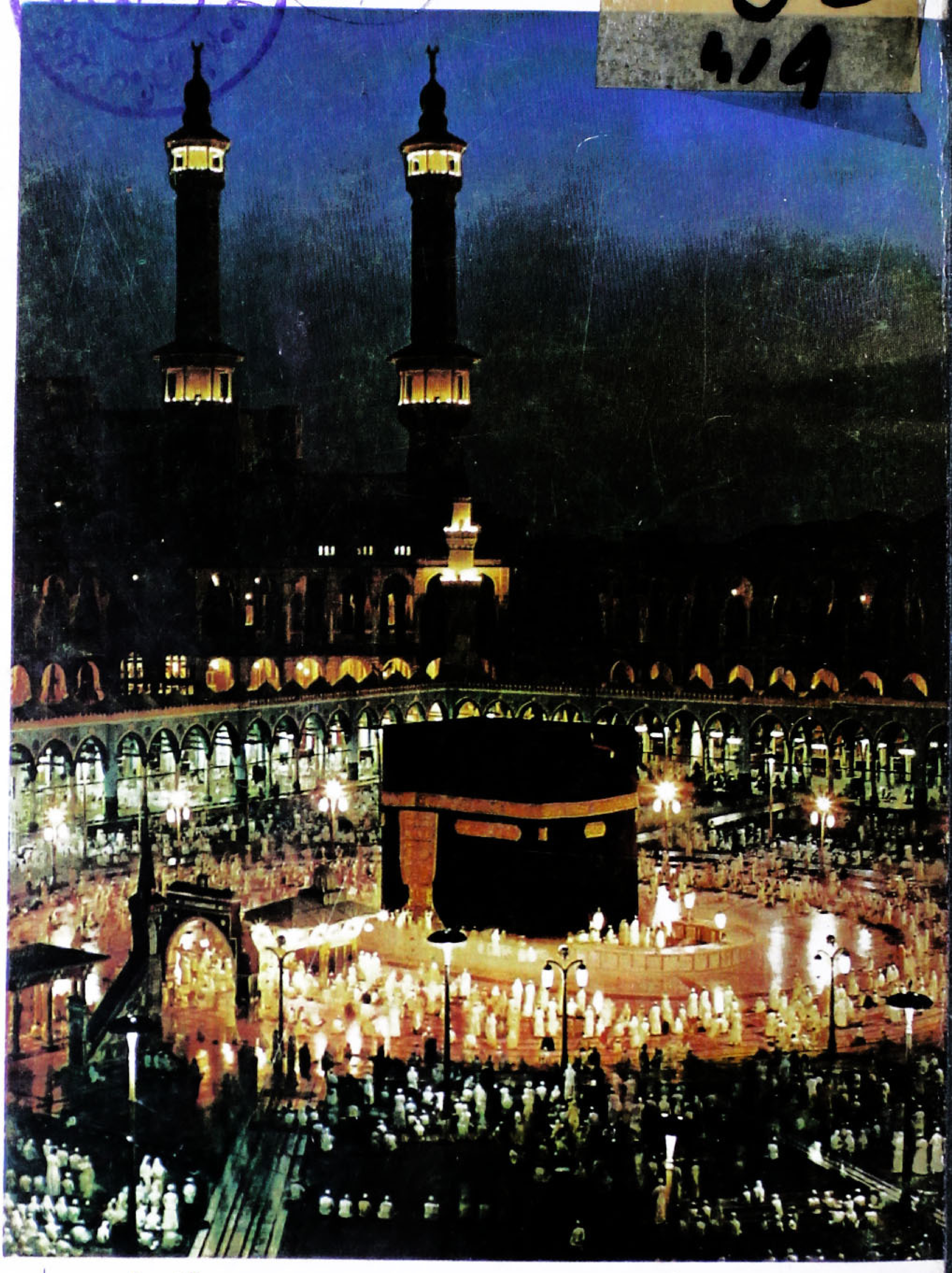

تقسیم فی سبیل اللہ

شائع کردہ: شعبہ نشر و اشاعت انجمن خدام الفقرا سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

(مولانا ظفر علی خاں)

مقاماتِ نور

شیخ جیلانی الاویسی شملہ والے

مرکزی انجمن خدام الفقراء راولپنڈی پاکستان

Marfat.com

53410

جملہ حقوق بحق ادارہ ہذا محفوظ ہیں

کتاب —— مقاماتِ نور

مصنف —— شیخ غلام جیلانی الاویسی شملہ والے قدس سرۃ العزیز۔

نگران اعلیٰ —— صوفی غنی سکندر شیخ، بانی و سرپرست اعلےٰ مرکزی انجمن خدام ال
آستانہ فقر، بلاک ای/۱۰۹ بی ۳ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی پاکستان فون ۷۵۰۰ ۴۱

نظرثانی —— محمد راقب ہاشمی اسلام آباد (پاکستان)

تعداد —— تین ہزار چوتھا ایڈیشن جنوری ۱۹۹۳ء

تقسیم —— فی سبیل اللہ

کتاب حاصل کرنے کے پتہ جات

ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کی جاسکتی ہے۔

صوفی بزرگ مرکزی انجمن خدام الفقراء، آستانہ فقر
ای بلاک ۱۰۹/ بی ۳ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی پاکستان
فون: ۴۱۴۳۱۷ ۴۱۰۰۷۵

الحاج گلزار احمد، سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن خدام الفقراء
گلزار اسٹیٹ ایجنسی، ۱۴ بہاول پور روڈ لاہور، فون ۴۸۶۵۳۵
۴۸۸۴۲۲

راغب پرنٹنگ اینڈ پیکیجنگ کمپنی، گابا چیمبر 19/8- ایبٹ روڈ لاہ
فون : ۳۰۵۲۱۸

Marfat.com

فہرستِ مضامین

		صفحہ
۱	مقامِ توحید	۹
۲	مقامِ رسالت	۱۷
۳	مقامِ آخرت	۲۳
۴	مقامِ اخلاق	۳۱
۵	مقامِ آدم	۳۹
۶	مقامِ روح	۴۵
۷	مقامِ فکر	۵۳
۸	مقامِ فقر	۶۱
۹	مقامِ تصوّف	۶۵
۱۰	مقامِ عشق	۷۳
۱۱	مقامِ رہبرِ اعظم	۸۱
۱۲	مقامِ اطاعت	۸۷
۱۳	مقامِ دُعا	۹۳

نوٹ:۔ کتاب مقاماتِ نور میں جب حضور پاک سرورِ کائنات محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک ؐ اور صلعم آئے تو قارئین سے التماس ہے کہ وہ خود صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیں شکریہ (ادارہ)

Marfat.com

اِنتساب

حقیقت کی تلاش کرنے والے اِنسانوں کے نام ....

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

تعارف

دُنیا کی بیشتر آبادی اس وقت سب سے زیادہ امن و سلامتی کی تلاش میں سرگرداں ہے لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ عدل و انصاف، اخوت و مُساوات کی غیر موجودگی اس کو سخت بے چین کیے ہوئے ہے۔ مادہ پرستانہ نظریات اُس کے پاؤں کی زنجیر بن چکے ہیں۔ استحصالی نظام نے سیاسی، سماجی اور مُعاشی طور پر اسے طوقِ غلامی پہنا رکھا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے غلط استعمال نے اُس کی سوچ کو مفلوج کر دیا ہے۔ انسان انسان کا خُون چوس رہا ہے اور انسانیت دم توڑ رہی ہے۔ اب ایسے حالات میں امن و سلامتی کی بحالی، عدل و انصاف کے قیام اور اخوت و مُساوات کے فروغ کے متعلق بات کرنا۔ بظاہر بڑا ہی مشکل کام ہے لیکن ناممکن نہیں۔

تاریخ انسانی میں انقلاب آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ تخریب کاری بھی ہوئی اور تعمیر سازی بھی۔ باہمت لوگوں نے ہمیشہ اور ہر زمانے میں "بازمانہ ستیز" کا مظاہرہ کیا ہے اور انہوں نے دریاؤں کے رُخ بدل ڈالے۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ آپ بھی اپنے یقین محکم اور عمل پیہم کے شعلوں سے موجودہ دور کے طاغوتی نظریات کے خس و خاشاک کو بھسم کر ڈالیں اور دُنیا بھر سے اپنی آنکھوں سے امن و سلامتی کا سُورج طلوع ہوتے ہوئے دیکھے۔

دیکھنے والوں نے ظلم وستم اور گمراہیوں کے تاریک دور میں بھی قرآنی روشنی

Marfat.com

ہیں اُمید کی کرن دیکھی اور کاروانِ آدم کو اصل منزل کی طرف لے جانے میں کامیاب ہوئے۔ انجمن خُدام الفقراء راولپنڈی کی کوشش بھی یہی ہے کہ عوام الناس کو مایوسیوں، محرومیوں اور انسان کش شکنجوں سے نجات دلائے اور اس طرح لوگ کھلی اور خوشگوار فضا میں اپنے کردار کی تعمیر اور ذات کی تکمیل کا کام احسن طریق سے کر سکیں انجمن ہذا اِس مقصد کے حصُول کے لیے کئی سالوں سے متواتر سرگرم عمل ہے عوام وخواص کی ذہنی تربیّت اور فکری تعمیر کے کاموں میں ممکنہ حد تک تن من دھن سے مصروف ہے تاکہ مُسلمانوں کو بالخصوص اور بنی نوع انسان کو بالعموم امن وسلامتی کی راہوں سے روشناس کرائے۔

اس کتاب میں چند مضامین پیش خدمت ہیں جو کہ مرحوم جیلانی الاویسیؒ صاحب نے گاہے گاہے تحریر کیے تھے اور اس سے پیشتر الگ الگ شائع بھی کئے جا چکے ہیں۔ ان کی افادیت کے پیشِ نظر یہاں پر ان کو یکجا کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین ان سے بخوبی استفادہ کر سکیں۔ آپ کی اطلاع کے لیے جناب شیخ جیلانی الاویسی شملہ والے صاحب کا تعلق متوسط دینی گھرانے سے ہے معمولی تجارت کرتے تھے اور بُنیادی طور پر ایک سماجی کارکن کی حیثیّت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ علمی ادبی اور دینی مجالس میں شرکت کے شوق نے اُن کے اندر اللہ اور اللہ کے رسُولؐ کی محبت پیدا کر دی تھی۔ حضرت اویس قرنیؓ سے انہیں دلی وابستگی کا شرف حاصل ہے۔ معروف ومستند اولیاء کرام وصوفیاء عظام سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا محمد علی جوہر کی "مومنانہ فراست" حضرت قائدِ اعظمؒ کی "پاکیزہ سیاست" اور حضرت علامہ اقبال کی "فکری قیادت" نے اُن کی زندگی کو بے حد متاثر کیا۔ آپ نے بیرونی ممالک انگلینڈ، فرانس، جرمنی، بلجیئم، تھائی لینڈ اور سعُودی عربیہ کا مطالعاتی دورہ بھی کیا تھا وہ اپنی علمی کم مائیگی کے احساس کے باوجود اشاعتِ دینِ اسلام کے سلسلہ میں حتی المقدور ہمارے ساتھ قلمی معاونت کرتے رہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین)

Marfat.com

آپ کا ارشاد ہے کہ حضرت امام شافعی رح کے فرمان کے مطابق لوگوں کو علامہ فہامہ بننے تک کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ جس قدر علم حاصل کیا جا چکا ہو۔ اسے دوسروں تک پہنچانا چاہیئے۔ اس خیال کو مزید تقویت قولِ رسول مقبول صلعم سے ملتی ہے یعنی "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً" (ترجمہ) پہنچاؤ میری طرف سے چاہے ایک ہی آیت' اور قرآنِ حکیم کے صریح حکم کی روشنی میں تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ آیت کے اس حصّہ کو حرزِ جاں بنائے۔" وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورۃ العصر)۔ (ترجمہ) مومنوں کی شان یہ ہے کہ) ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہیں۔

ہم نہایت ہی جگر سوزی اور دلسوزی سے دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالےٰ گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے غازیوں اور نمازیوں کو منظرِ عام پر لائے تاکہ گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکی ہوئی دُنیا کو پھر سے امن و سلامتی کی روشن و درخشاں راہوں سے متعارف کرایا جا سکے۔ آمین ثم آمین

اعلیٰحضرت شیخ غلام جیلانی الاویسی شملہ والے مورخہ ۷ جولائی ۱۹۸۰ء کو برضائے الٰہی وفات پائی۔ قارئین حضرات سے التماس ہے کہ ان کے لیے دعا مغفرت فرمائیں۔ شکریہ۔

نیاز آگیں

صوفی سکندر شیخ

Marfat.com

وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد
مُحبّت میں یکتا، حمیّت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا
یہ سالک مقامات میں کھو گیا
بُجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مُسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

علامہ اقبال

وَاِلٰـهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ‌ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ (البقرہ ۱۶۳)

اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔ اس بڑے مہربان اور رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

مقامِ توحید

نظریۂ توحید

اسلام نے نظریۂ توحید پیش کر کے انسانیت کی ایک عظیم خدمت سرانجام دی ہے خدا کی وحدانیت کے تصوّر نے انسان کو ذہنی اور جسمانی آزادی کی انمول نعمت عطا کی۔ قرآنی تعلیمات کا محور توحید خالص ہے۔ قرآن نے مزید یاد دلایا کہ توحید جمیع انبیاء کا مسلک رہا ہے۔

جب مُسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کو مخاطب کر کے اقرار کرتا ہے کہ عبادت کے لائق صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہی ہے۔ یہ نقطہ خیال میں رہے کہ عبادت صرف اسی چیز کی جاتی ہے جو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ لفظ عبادت محبت کا احترام کا اور احساسِ تقدس کا آخری درجہ ہے۔ ارشاد ربّانی ہے وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ جو ایمان والے ہیں وہ تو اللہ تعالےٰ سے شدید مُحبّت کرتے ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں لیکن یہ ایک حلف نامہ ہے اور یہ اس عہد کی تجدید ہے جو انسانوں نے اللہ تبارک و تعالےٰ سے کیا ہُوا ہے اور جس کو انہوں نے اپنی پیدائش کے وقت تصدیق کیا جب ان سے

Marfat.com

اللہ تبارک و تعالیٰ نے پوچھا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو انسانوں نے جواب دیا بَلٰی شَهِدْنَا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ صرف عقیدہ ہی نہیں بلکہ مصمم ارادہ کرنے کا اظہار ہے۔ ارادہ عمل کا اہم ترین اور مشکل ترین حصہ ہے۔ اس ارادہ و عمل کی عملی تفسیر سورۃ فاتحہ کی سات آیتوں میں مضمر ہے۔ خدا کی حمد یعنی ثنا و شکر کے بعد اس کی ربوبیت، رحمت اور عدالت کا اقرار ہے اور جب صاف الفاظ میں یہ زور دے کر کہا جاتا ہے" کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں"۔ یہ اسلوب بیان توحید کے تمام مقاصد پورے کر دیتا ہے اور شرک کی تمام راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

قدیم تصوّر توحید

نظریہ توحید کو جب ہم تاریخ کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو انسانی دماغ کا سب سے پرانا تصور جو قدامت کی تاریخ میں چمکتا ہے وہ توحید کا تصور ہے۔ یعنی ایک ان دیکھی اعلیٰ ہستی کا تصوّر۔ قدیم آبادیوں کی جدید تحقیقات اس امر کی شہادت دیتی ہیں۔ کہ پہلا فطری دور توحیدی دور تھا۔ انحراف و اشتراک کی راہیں بعد میں کھلیں۔ مادی نظریات کی بنیاد پر جن غیر توحیدی عقائد نے جنم لیا۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ (۱) جنی روحوں کی پرستش (۲) اجداد پرستی (۳) جادو اور آسیبی نظریے (۴) مظاہر فطرت کی پرستش، پہلی عالمگیر جنگ کے بعد بے شمار انقلاب انگیز انکشافوں نے ان تمام نظریوں کی عمارتوں کو نہ صرف متزلزل کیا بلکہ یک قلم منہدم کر دیا اب تمام اہل نظر بالاتفاق دیکھنے لگے ہیں کہ اس راہ میں جتنے قدم اٹھائے گئے اُن کی بُنیاد غلط تھی۔ اس امر کی تائید و تصدیق کے لیے مسٹر ڈبلیوشمٹ، پروفیسر وائنا یونیورسٹی، کی کتاب" دی اوریجن اینڈ گروتھ آف ریلیجن ملاحظہ فرمائیں۔

اسلام نے جس وقت نظریۂ توحید پیش کیا تو اس وقت پانچ دینی تصور فکر انسانی پر چھائے ہوئے تھے۔

(۱) **چینی تصوّر** : شمنی یا شامانی یعنی بُدھ مت، بزرگوں کی رُوحوں کا تصوّر۔

Marfat.com

(۲) **ہندوستانی تصوّر** : ہندوستان اور یونان نے خدائی بالادستی کے ساتھ دیوتاؤں کو کارخانہ عالم کے تصرفات میں شریک کرلیا۔

(۳) **مجوسی تصوّر** : آتش پرست ، خیر اور شر ، دو قوتوں میں تقسیم کردیا۔

(۴) **یہودی تصوّر** : خدا کا انسان سے رشتہ ایسا ہے جیسے ایک شوہر کا اپنی بیوی سے۔ شوہر غیور ہے اُس نے خاندانِ اسرائیل کو اپنی چہیتی بیوی بنایا۔

(۵) **مسیحی تصوّر** : مسیحی تصوّر رحم و محبّت کی پدری تمثیل کے ساتھ، اقانیم ثلاثہ ، کفارہ اور تجسّم کا ایک مخلوط اشراکی توحیدی تصوّر تھا۔

قرآنی تصوّرِ توحید

اِن تصوّرات کے بعد جب ہم قرآن کی طرف رُخ کرتے ہیں تو فکر و تصوّر کی ایک نئی دُنیا سامنے آتی ہے یہاں تمثیل و تشبیہ کے تمام پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اس کی مثل کوئی شے نہیں۔ کسی چیز کو بھی اس کے مقابلے میں بطورِ مثال پیش نہیں کیا جاسکتا۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ انسان کی نگاہیں اسے نہیں پاسکتیں لیکن وہ انسان کی نگاہوں کو دیکھ رہا ہے۔ وہ بڑا ہی باریک بین اور ہر چیز کے ظاہر و باطن سے باخبر ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ، خُدا اپنی ذات میں یگانہ ہے تو ضروری ہے کہ وہ اپنی صفات میں بھی یگانہ ہو۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ تم اِس کے لیے اپنے تخیّل سے مثالیں نہ گھڑو۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ دُنیا میں جتنے بھی فاسد عقائد پیدا ہوئے ہیں ان سب کی جڑ اللہ تعالےٰ کے متعلق کوئی نہ کوئی غلط تصوّر ہے۔ لہٰذا اِس کو کسی ایسے نام سے یاد نہ کیا جائے جو اپنے اندر کسی قسم کے نقص ، عیب ، کمزوری یا مخلوقات سے تشبیہ کا کوئی پہلو رکھتا ہو۔ عقیدے کی تصحیح کے لیے سب سے مقدم یہ ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ کو صرف ان کے اسمائے حسنیٰ ہی سے یاد کیا جائے جن کا ذکر قرآن حکیم میں متعدّد مقامات پر آیا ہے۔

Marfat.com

تعلیم نظریہ توحید

رضائے الٰہی یہ تھی کہ نظریہ توحید بہ ادنیٰ تامل ہر انسان کی سمجھ میں آجائے اس لیے خالق کائنات نے تخلیق کائنات پر غور کرنے کی دعوت دی اور خاص طور پر جن چیزوں کو وہ اپنے گرد وپیش میں دیکھتے تھے اور ہر وقت اُن سے انہیں سابقہ پڑتا تھا۔ اس طرف توجہ دلائی فرمان الٰہی ہے اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ ۝ یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں (الغاشیہ ۱۷)

عرب کے صحرا میں جن اونٹوں پر اُن کی ساری زندگی کا انحصار ہے کبھی یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ یہ کیسے ٹھیک انہی خصوصیات کے حامل بن گئے جیسی کہ خصوصیات کے جانور کی ضرورت اُن کی صحرائی زندگی کے لیے تھی۔ اپنے سفروں کے دوران انہوں نے آسمان، پہاڑ، زمین کی ساخت پر غور نہیں کیا۔ اگر یہ مانتے ہیں کہ ایک خالق نے بڑی حکمت اور بڑی قدرت کے ساتھ ان چیزوں کو بنایا ہے اور کوئی دوسرا اُن کی تخلیق میں شریک نہیں ہے تو اسی کو اکیلا رب ماننے سے انہیں کیوں انکار ہے پھر نظام ربوبیت کو پیش کر کے توحید الٰہی کی طرف توجہ دلائی ارشاد ربانی ہے۔

ترجمہ : لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو، جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم اُس کے عذاب سے بچو، جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لیے انواع واقسام کے میوے پیدا کئے پس کسی کو خُدا کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے تو ہو۔ (البقرہ آیت ۲۱/۲۲)

اب یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی کہ جو ربّ العالمین تمام کائنات کی پرورش کر رہا ہے اور جس کی ربوبیت کا اعتراف تمہارے دِل کے ایک ایک ریشے میں موجود ہے اس کے سوا کون اس کا مستحق ہو سکتا ہے کہ بندگی و نیاز کا سر اس کے آگے جھکایا جائے۔

شرک اور توحید

توحید کا پہلا قدم ہی شرک کی مکمل نفی کرنا ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ لوگ دین اسلام اور اُس کے بنیادی تصورات سے لاعلمی یا کم علمی کی بنا پر شرک جیسے گناہ عظیم

Marfat.com

کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اسے یا تو مذہبی رواداری کا نام دیتے ہیں یا پھر بزرگوں کی تعظیم سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ رسُول اکرمؐ کے زمانہ میں بھی جب دعوتِ اسلام کے خلاف قریش کے مُشرک مُعاشرہ میں مخالفت زوروں پر تھی تو چند روسائے قریش نے کہا آؤ محمدؐ ہم آپ سے صلح کرلیں کہ ایک سال تک آپ ہمارے معبُودوں کی پرستش کیا کریں پھر دُوسرے سال ہم آپ کے معبُود کو پوجیں گے اس طرح دونوں فریق کو ہر ایک کے دین سے کچھ نہ کچھ حصّہ مل جائے گا آپ نے فرمایا! خدُا کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ ایک لمحہ کے لیے بھی کسی کو شریک ٹھہراؤں۔ کہنے لگے اچھا تم ہمارے بعض معبُودوں کو مان لو۔ اُن کی مذمّت نہ کرو۔ ہم تمہاری تصدیق کریں گے اور تمہارے معبُود کو پوجیں گے اس وقت سورۃ الکٰفرون نازل ہوئی اور آپ نے ان کے مجمع میں پڑھ کر سُنائی جس کا خلاصہ مشرکوں کے معبُودوں سے قطعی برأت، بیزاری اور لاتعلقی کا اعلان تھا۔ یہاں پر یہ چیز بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ شرک کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ یا تو خدُا کو خدُا کے درجہ سے اتنا نیچے لے جایا جائے کہ اسے مخلوق کے برابر کر دیا جائے یا مخلوق میں سے کسی کو اتنا اٹھایا جائے کہ خدُا کے برابر بٹھا دیا جائے۔ لہذا ہر مُسلمان کا فرض ہے کہ خود بھی ہر قسم کے مشرکانہ خیالات سے گریز کرے اور دُوسرے لوگوں کو بھی ایسے خیالات سے محفوظ رہنے کی تلقین کرے۔

حضرت ابراہیمؑ اور توحید

اگرچہ جناب رسُول پاک صلعم نے نظریۂ توحید کو اُس کی کامل و اکمل شکل میں پیش کیا تھا تاہم اِس نظریہ کے اصل خدوخال کو نمایاں کرنے میں حضرت ابراہیمؑ نے بہت ہی اہم رول ادا کیا انہوں نے نہ صرف بادشاہ وقت اور مشرکین سے بحث مباحثہ کیا بلکہ ٹھوس دلائل دے کر ان کو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت کا قائل کیا اس سلسلہ میں انہیں بے شمار آزمائشوں اور لاتعداد ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور بالآخر مشرکین کے باطل نظریات سے مکمّل طور پر بیزاری کا اظہار کیا جس کا ذکر بہ تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے اور خدائے بزرگ و برتر نے اِس بات کی خود تصدیق فرمائی کہ ابراہیمؑ شرک کرنیوالوں میں سے نہیں، فرمان الٰہی ہے:

Marfat.com

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (آل عمران ۹۵)

ترجمہ: کہدو کہ خدا نے سچ فرمادیا پس دینِ ابراہیمؑ کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک کے ہو رہے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے

خلاصۂ گفتگو

اللہ تعالےٰ اپنی ذات اور اپنی صفات میں یگانہ و یکتا ہے وہ بے مثل ہے اس میں کوئی خامی نہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ سب اُس کے محتاج ہیں، نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے، وہ زندہ و جاوید ہستی ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی وہ بلا شرکت غیرے خالق کائنات ہے، ربّ العالمین احکم الحاکمین ہے اور مالکِ یوم الدّین ہے۔ وہ سب کی دُعاؤں کو سنتا ہے جس کی دُعا کو چاہے قبول کرے جس کی دُعا کو چاہے ردّ کر دے جس کو چاہے عزّت دے جس کو چاہے ذلّت دے وہ مختارِ مطلق ہے اس کے اختیار و حکمرانی میں کوئی شریک نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے خیال رہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک شرک ایک ناقابلِ مُعافی جرم ہے اس کی شان کبریائی اور آن یکتائی کے خلاف بغاوت ہے اس لئے خُداوند بزرگ و برتر نے تمام انسانوں کو واشگاف الفاظ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یوں متنبہ کر دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ (النساء آیت ۱۱۶)

ترجمہ:- خُدا اِس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اُس کا شریک بنایا جائے اور گناہ جس کو چاہے گا بخش دے گا اور جس نے خُدا کے ساتھ شریک بنایا وہ رستے سے دور جا پڑا (بقیہ)

Marfat.com

راستہ سے دُور ہو گیا۔

بارگاہِ ربّ العزت میں عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ ہمیں نظریۂ توحید پر مکمل صحت کے ساتھ عمل پیرا ہونے اور اس پر مستقل طور پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سمجھ میں نقطۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بُتخانہ ہو تو کیا کہیے

(علامہ اقبالؒ)

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

Marfat.com

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

آپؐ اپنے کمالات کی بلندیوں پر پہنچے

کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

آپؐ نے اپنے جمال سے تاریکیوں کو منور کر دیا

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

آپؐ کے سارے طور طریقے دلکش تھے

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

درود و سلام ہو آپؐ پر آپؐ کی آل پر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥

ترجمہ : اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

مقامِ رسالتؐ اور عالمگیر قیادت

آغازِ کلام

صاحبِ جمال ربّ ذوالجلال نے اس کارگاہِ حیات میں انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اس عالم اسباب میں اس کی جملہ ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اَن گنت نعمتوں سے نوازا، اس حیات فانی اور موت کے بعد حیاتِ جاودانی میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے زندگی کے ہر شعبہ میں راہنمائی عطا فرمائی چند چیزیں تو الہامی طور پر انسانی فطرت میں ودیعت شدہ ہیں باقی اہم امور یعنی اطاعت احکام الٰہی اور اشاعت احکام الٰہی مقصدِ حیات اور مقصد کائنات کی وضاحت اور انہیں عملی شکل میں انسانوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ نے ابتدائے آفرینش ہی سے ہر زمانے میں مختلف قوموں اور مخصوص جغرافیائی حدُود کے اندر اپنے برگزیدہ بندوں کو خاص احکامات دے کر بھیجا جنہیں نبی اور رسُول کے نام سے موسوم کیا گیا۔ چونکہ شروع میں انسان شعُوری

Marfat.com

طور پر اپنے عہد طفولیت میں تھا۔ بتدریج اس کے علم و عرفان میں اضافہ ہوتا رہا اور اُس کی فکر و نظر میں پختگی آتی گئی اس طرح جو سلسلہ نبوّت و رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہُوا تھا وہ حضرت سرکار دو عالم سرور کونین جناب مُحمّد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ رسول اکرم صلعم کے زمانے میں دین اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی قرآن مجید بھی مکمل طور پر نازل ہو چکا تھا۔ جزیرہ نمائے عرب میں بالفعل اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی، نبی آخر الزماںؐ نے اپنے اسوۂ حسنہ کی بہترین اور لازوال مثال پیش کر کے یہ ثابت کر دیا تھا کہ احکام الٰہیہ پر کیونکر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد کیا جا سکتا ہے سب سے بڑی بات یہ کہ قرآن پاک کی ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے خود لے رکھا ہے۔ اندریں حالات حکمتِ خُداوندی کا تقاضہ یہ تھا کہ قرآن پاک کو انسانوں کے لیے آخری ہدایت اور مکمل ضابطۂ حیات کا درجہ عطاء کیا جائے اور حضرت محمد مُصطفےٰ صلعم کو آخری نبی اور رسول قرار دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہُوا اور بالآخر منشائے الٰہی پوری ہوئی۔ یہاں پر یہ چیز ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اب کارِ رسالت کی انجام دہی کی ذمہ داری اُمتِ مسلمہ پر ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۚ

ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو اُمتِ معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر (آخر الزمان) تم پر گواہ بنیں۔

قرآن و سُنّت کی روشنی میں وہ ذمہ داری جو بحیثیت اُمت مُحمّدیؐ ہم پر عائد ہوتی ہے اس سے بخوبی عہدہ برآ ہونے کے لیے قرآنی منہاج اور طریقہ سُنّت کو اپنانا ہمارے لیئے لازمی ہے۔ حدیث مُبارکہ ہے میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان پر سختی سے پابند رہے تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے اور یہ دو چیزیں ہیں اللہ کی کتاب اور میرا طریقہ (یعنی میری سُنّت)

Marfat.com

رشتۂ اخوّت

اب تک کے مطالعہ سے جو چیز اُبھر کر سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم سب مُسلمان جب ایک خدُا، ایک رسُول، ایک کتاب، ایک قبلہ کو مانتے ہیں تو ایک ہی رشتۂ اخوّت میں منسلک ہوجائیں اور دُنیا کے کونے کونے میں پیغام امن وسلامتی کو عام کردیں یہاں یہ چیز بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ سیرت النبیؐ کا اصل ماخذ بھی قرآن حکیم ہے جس میں اُن کی بعثت اور زندگی کے مقاصد اور ان کے اخلاق حمیدہ کے متعلق روشنی ڈالی گئی ہے چند آیاتِ ربّانی کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

۱. اور تمہارے اخلاق بڑے (عالی) ہیں (القلم آیت ۴)

۲. وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمدؐ کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو اُن کے سامنے اُس کی آیتیں پڑھتے اور اُن کو پاک کرتے اور (خدُا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے (الجمعہ آیت ۲)

۳. وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی کتاب اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اُس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور حق ظاہر کرنے کے لیے خدُا ہی کافی ہے۔
(الفتح آیت ۲۸)

منفرد شخصیّت

انسانی تاریخ میں جناب سرورِ کائنات محمدؐ رسُول اللہ صلعم کی واحد اور منفرد شخصیّت ہے جن کے حالاتِ زندگی خواہ ان کا تعلق جلوت سے ہو یا خلوت سے، اجتماعی زندگی سے ہو یا انفرادی سے، خانگی مُعاملات سے ہو یا مجلسی اُمور سے ان کے ہر قول اور ہر فعل کو محفوظ کر لیا گیا ہے اور رہتی دُنیا تک اُن کے اسوۂ حسنہ سے بنی نوع انسان راہنمائی حاصل کرتی رہے گی اُن کے دلولہ انگیز اور عالمگیر پیغام کی صداقت اور آپؐ کی انتہائی کامیابی کے پیشِ نظر آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لیے دُنیا کے گوشے گوشے میں بے شمار زبانوں میں لاتعداد کتابیں

Marfat.com

شائع ہو چکی ہیں۔ بحیثیت ایک بشر کے یہ اعزاز کسی اور فردِ واحد کو حاصل نہ ہو سکا اور نہ ہی آئندہ ایسا ہونے کی اُمید کی جا سکتی ہے اس کی وجہ صاف ظاہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس پیکرِ اخلاق اور محسنِ انسانیت نے عالمِ انسانی میں ایک عالمگیر اور عظیم انقلاب برپا کیا۔ بنی نوع انسان کو نئی قدروں اور نئی اُمنگوں سے آشنا کیا، توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کا پیغام سنایا۔ اس حیات آفرین اور انقلابی نظریہ سے اُن کے قلب و ذہن کو بدل ڈالا۔ انسانیت کو درسِ زندگی دیا، جینے کے قرینے سکھائے، عدل و انصاف، اخوت و مساوات کے سنہری گُر عطا کئے معاشرت اور سیاست کے جو اصول و قوانین پیش کئے دُنیا آج تک اُن کی خوشہ چینی کر رہی ہے اور ہمیشہ کرتی رہے گی یہ اِس لیے کہ انہوں نے اپنے منصبِ نبوّت اور کارِ رسالت کو نہایت ہی احسن طریق سے سرانجام دیا۔

مغربی مفکرین کی رائے

یہاں پر مغربی مفکرین کی آراء کا ذکر اس لیے ضروری ہے کہ زمانہ جوں جوں گزرتا جا رہا ہے انسان شعوری طور پر ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ اب غیر مُسلم مغربی مفکرین سائنسی نقطہ نگاہ کے اعتبار سے اور موجودہ دور کے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں ان صداقتوں اور حقیقتوں کو سمجھنے اور اُن کی تائید و تصدیق کرنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے جن کا انکشاف شہِ لولاکؐ اور صاحبِ معراجؐ نے آج سے چودہ سو سال پہلے کیا تھا۔ جارج برنارڈ شاہ لکھتے ہیں۔

"ازمنۂ وسطےٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت اور تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی۔ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔ انہوں نے حضرت محمدؐ اور آپ کے مذہب کے خلاف باضابطہ تحریک چلائی۔ انہوں نے حضرت محمدؐ کو اچھے لفظوں میں یاد نہیں کیا۔ میں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ کیا ہے اور مشاہدہ کیا ہے اور میں اِس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محمدؐ ایک عظیم ہستی ہی نہ تھے بلکہ صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ تھے۔"

Marfat.com

اِس طرح ایک دُوسرے مفکر جن کا نام مسٹر ہارٹ ہے اِن مصنّف نے ایک سو مشاہیر عالم ایسے چُنے ہیں جنہوں نے اِنسانی تاریخ پر سب سے زیادہ اثر ڈالا جن میں سرفہرست محمدؐ کے نام کو لایا گیا ہے اور ان کے متعلق اِس رائے کا اظہار کیا گیا ہے۔

" محمدرسُول اللہؐ صلعم پُوری تاریخ اِنسانی میں واحد شخصیت ہیں جو دینی اور دُنیاوی دونوں میدانوں میں انتہائی کامیاب ہیں "

مقصدِ کلام

مندرجہ بالا چند حقائق کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ ہادیٔ برحق جناب رسُولؐ ختمی مرتبت نے عالمگیر اِنسانی برادری کے لیے ہر گوشۂ زندگی میں جو بے مثال قیادت کا عملی نمونہ پیش کیا ہے وہ تاریخ اِنسانی میں لافانی ولاثانی روشنی کے مینار کی حیثیّت رکھتا ہے جس سے ہر آنے والے دور میں دُنیا بھر کے اِنسان راہبری حاصل کرتے رہیں گے کسی بھی عظیم اِنقلابی نظریئے کی کامیابی اور اس کے بلند مقاصد کے حصُول کے لیے ضروری ہے کہ اِس تحریک کا قائد بھی عظیم الشان شخصیّت اور بلند ترین کردار کا مالک ہو، صداقت، عدالت اور شجاعت کا مجسمہ ہو، اپنے نصب العین میں غیر متزلزل یقین رکھتا ہو، اعلےٰ تنظیمی صلاحیتوں کا مالک ہو اپنے رفقاء کار کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور مُلکی اِنتظامی اُمور میں اُن سے مشورہ کرے اِس قسم کے تمام اوصاف حمیدہ اور اخلاق ستودہ جناب محمدرسُول اللہؐ کی ذات بابرکات میں بدرجۂ اتم موجود تھے اس کی سند خود قرآن پاک سے ملتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

اے محمدؐ خدُا کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لیے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دِل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو مُعاف کردو اور ان کے لیے خدُا سے مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب کسی کام کا مصمم ارادہ کرلو تو خدُا پر بھروسہ رکھو، بے شک خدُا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (آل عمران آیت ۵۹)

ایک دُوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

"لوگو تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف اُن کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں۔ (التوبہ آیت ۱۲۸)

غور طلب بات یہ ہے کہ یہاں پر نہ تو فلسفیانہ انداز گفتگو اختیار کیا گیا ہے اور نہ ہی خطیبانہ اندازِ بیان۔ چند سیدھے سادھے الفاظ میں ان نمایاں اساسی اصولوں اور چند بنیادی اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے جن پر عمل پیرا ہونا ہر اس شخص کیلئے ضروری ہے جس کو ملک اور قوم کے لیڈر ہونے کا دعویٰ ہو، جو خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار ہو جسے اسلام کی سربلندی عزیز ہو، جو دین حق کے غلبہ کا خواہشمند ہو، اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی اذانوں میں رُوح بلالی ہو نمازوں میں شوق و سرور ہو ہماری امامت باحضورؐ ہو، ہماری قیادت بے قصور ہو تو بلاشبہ ہمیں قرآنی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا اور اسوۂ حسنۂ رسولؐ کو اپنانا ہوگا۔

حاصل کلام

جناب رسُول مقبُول حضرت محمدُ مصطفٰے صلعم کی ولادت باسعادت ربیع الاوّل کے مہینہ ہوئی اس لیے خاص طور پر مسُلمان اس مہینہ میں سیرت کی مجالس کا اہتمام کرتے ہیں بعض لوگ درُود و سلام اور نعت خوانی کر کے نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں، اخبارات، ریڈیو ٹیلی ویژن سے وسیع پیمانہ پر سیرت نبویؐ کے سلسلہ میں بہترین مضامین کی اشاعت معلومات افزاء اور ایمان افروز تقاریر کا بندوبست کیا جاتا ہے ان سب کا اصل مقصد اسوۂ حسنۂ رسُولؐ کی اہمیت کو واضح کرنا اور قلب و ذہن میں اس کی یاد کو تازہ رکھنا مقصُود ہے تاکہ لوگ احکام الٰہیہ کی پیروی اور اطاعتِ رسولؐ کے لیے پُوری آمادگی اور خوش دِلی کے ساتھ اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو یقین جانیئے کہ ہمارے نذرانہ ہائے عقیدت بار آور ثابت ہو سکتے ہیں۔

53410

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ۝ (البقرہ آیت ۴)

ترجمہ: اور جو کتاب اے محمدؐ تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئیں وہ لوگ سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔

مقامِ آخرت

یومِ آخرت کی اہمیت

قرآن حکیم کے بغور مطالعہ کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ایمان کی اصل بنیاد تین چیزوں پر ہے پہلی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کو وحدہٗ لاشریک تسلیم کیا جائے۔ دوسری محمد مصطفےٰ صلعم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ تیسری یومِ آخرت برحق ہے اور اس نظریہ پر غیر متزلزل یقین رکھا جائے۔ اسلامی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی سورتوں میں زیادہ تر زورِ آخرت کا عقیدہ دلوں میں بٹھانے پر صرف کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اسلام لوگوں کو جس راہ پر لانا چاہتا تھا۔ اس کے لیے یہ قطعی ناگزیر تھا کہ آخرت پر یقین ہو کیونکہ اس کے بغیر حق و باطل کے معاملہ میں انکا طرزِ فکر سنجیدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ خیر و شر کے معاملہ میں ان کا معیارِ اقدار بدلنا محال ہوتا۔ مادہ پرستی اور نفس پرستی کی راہ کو چھوڑ کر انہیں صراطِ مستقیم پر چلانا ناممکن ہو جاتا۔

Marfat.com

تصوّرِ یومِ آخرت

یومِ آخرت کا نظریہ ایک انقلابی نظریہ ہے جس کو صرف اسلام نے دُنیا میں مکمّل ضابطہ حیات کے اہم ترین جزو ہونے کے حوالے سے پیش کیا۔ اِس قسم کے تصوّر کا نہ تو کسی اور مذہبی، روحانی، اخلاقی یا سماجی ضابطوں میں ذکر ملتا ہے اور نہ ہی کسی اور نظامِ حیات میں ہے جس سے انسانی زندگی دوچار ہو چکی ہو۔ یہ ایک ایسا اچھوتا خیال ہے۔ جس نے فکرِ انسانی کی وادیوں میں شک و شبہات کے سیلاب کے آگے بند باندھا اور اُن کی سوچ کے دھارے کو صحیح سمت فراہم کی اعلیٰ اخلاق اور مضبُوط سیرت و شخصیت کی تعمیر کے لیے لازوال گُر عطا کئے۔ کامیاب اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے قرینے اور سلیقے سکھائے۔

یومِ آخرت کیا ہے؟ یہ دن کب آئے گا۔ اِس دن کیا ہو گا۔ یہ دن آنا کیوں ضروری ہے اِس قسم کے سوالات کا، فطرتِ سلیم رکھنے والے اور شعُور سے بہرہ ور انسان کے دِل و دماغ میں پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ یومِ آخرت، یوم الدین یا روزِ جزا و سزا کے متعلق معلُومات حاصل کرنا، یہ نہ صرف اپنے علم میں اضافہ کرنا ہے بلکہ اِس دن کی افادیت و اہمیت ہر زمان و مکان میں یقیناً انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک بھرپُور اور مثبت انقلاب پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق ایک دن ایسا آنے والا ہے جب یہ دُنیا مکمل طور پر نیست و نابود ہو جائے گی۔ انسانوں کو دوبارہ زندگی عطا کی جائے گی۔ ایک وسیع و عریض میدان میں جو کہ میدانِ حشر کہلائے گا۔ اِس میں عدالت خُداوندی قائم کی جائے گی جس میں ہر شخص کے بُرے یا بھلے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور ان ہی اعمال کی روشنی میں اسے جزا یا سزا دی جائے گی۔ اِس سلسلہ میں یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیئے کہ وفات سے لے کر قیامت برپا ہونے تک انسانی رُوحیں جہاں رہیں گی اُسے عالم برزخ (قبر) کہا جاتا ہے۔ رسُولِ پاکؐ کی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ عالمِ برزخ میں بھی عذاب و راحت موجود ہے۔

یومِ آخرت سے انکار

انسان کی پیدائش دُنیا میں جس طرح ہوتی ہے اِس پر اگر انسان غور کرے تو اس

Marfat.com

کی عقل بشرطیکہ وہ سلیم ہو اس بات کو ماننے سے انکار نہیں کر سکتی کہ جس خدا نے ایک حقیر نطفہ سے ابتداء کر کے اُسے پورا آدمی بنایا اس کے لیے اس آدمی کو پھر پیدا کر دینا یقیناً ممکن ہے۔ انسان کو پھر سے زندہ کرنے کی قدرت اور حکمت پر اگر غور کیا جائے تو اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ زمین پر جو اختیارات اُس نے تمہیں دیئے تھے اُن کے صحیح اور غلط استعمال کا حساب لینا بے شک اُس کے عدل کا تقاضا ہے اور بلا حساب چھوڑ دینا سراسر حکمت کے خلاف ہے۔ یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ جو لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں اُن کے انکار کی اصل وجہ یہ نہیں کہ اُن کی عقل اسے ناممکن سمجھتی ہے بلکہ اس کا اصل محرک یہ ہے کہ اُن کی خواہشاتِ نفس اسے ماننا نہیں چاہتیں۔ مادہ پرستانہ نقطہ نظر کی بناء پر اخلاق کی بھلائی اور بُرائی کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور دُنیا کی دولت اور جاہ و حشمت کے حصُول کو عزت و ذلت کا معیار قرار دیتے ہیں۔ یوم آخرت کے متعلق اعتراضات زمانہ جاہلیت میں بھی کیے جاتے تھے اور روشنی کے زمانہ میں لوگ کج بحثی کا شکار مقابلتاً کچھ زیادہ ھی ہیں۔ حق کو قبول کر لینے کے بعد بھی شک کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں:

منکرین آخرت کی طرف سے سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ مرنے کے بعد جب جسم کا ذرہ ذرہ خاک میں مل کر خاک ہو جائے گا ہڈیاں بوسیدہ ہو کر بھر بھری ہو جائیں گی کوئی حادثہ کا شکار ہو جائے گا کسی کو آگ جلا دے گی کوئی ڈوب کر مچھلیوں کی غذا بن جائے گا کوئی درندوں کی نظر ہو کر ان کے پیٹ میں چلا جائے گا تو اس کو کیونکر اصلی حالت میں لایا جا سکے گا۔ چنانچہ اس کا جواب قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر ہمیں ملتا ہے۔ سورۃ طارق میں خاص طور پر شہادت کے لیے آسمان اور زمین کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ جس طرح آسمان سے بارشوں کا برسنا اور زمین کا شق ہو کر نباتات اپنے اندر سے اُگلنا کوئی مذاق نہیں ہے بلکہ ایک سنجیدہ حقیقت ہے اسی طرح قرآن جس چیز کی خبر دے رہا ہے کہ انسان کو پھر اپنے خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے' اسے بھی کوئی ہنسی مذاق کی بات نہیں سمجھنا چاہیئے، یہ ایک دو ٹوک فیصلہ ہے۔ قادر مطلق کا ایک سچا قول ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

Marfat.com

یومِ آخرت اور قیامت

یومِ آخرت کی ابتداء قیامت کے روز سے ہو گی. قیامت کا آغاز کیسے ہو گا. اس سلسلہ میں قرآن کے بیان کے مطابق اس روز صُور پھونکا جائے گا جو کہ ایک بہت ہی ہیبت ناک چنگھاڑ کی شکل میں انتہائی حیران کن اور لرزہ خیز آواز ہو گی. اس کے ساتھ ہی تمام نظامِ عالم بُری طرح درہم برہم ہو جائے گا. ہر چیز شکست وریخت کا شکار ہو گی. زمین شدید جھٹکوں کی زد میں ہو گی" اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا " آسمان پھٹ جائے گا. " اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ " پہاڑ آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے. جیسے دھنکی ہوئی رنگ برنگ کی اون " وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ سُورج اور چاند بے نُور ہو جائیں گے. سمندروں میں آگ بھڑک اُٹھے گی. " وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ " انسان پتنگوں کی طرح ہوا میں بکھرے ہوئے ہوں گے. يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ " جب کانوں کو بہرہ کرنے والی آواز بلند ہو گی فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ " اس روز آدمی اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اپنی اولاد سے بھاگے گا. ان میں سے ہر شخص پر ایسا وقت آن پڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا. اس افراتفری کے عالم میں لوگوں کو اُن کے اعمالنامے ان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اُس کی تفصیل آگے آئے گی.

یومِ آخرت اور حشر کا میدان

جب دُوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا زمین اور آسمان کی تمام ناہمواریاں ختم ہو جائیں گی اس وقت ایک وسیع وعریض میدان ہو گا جو کہ میدان حشر کہلائے گا لوگ انتہائی پریشانی اور سراسیمگی کی حالت میں بارگاہِ ربّ العزت کی عدالت کی طرف رواں دواں ہونگے.

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ (یٰسین آیت ۵۱)

اس عظیم حادثہ کے بعد فوری طور پر جب لوگوں کو ان کی اصلی حالت میں پھر

Marfat.com

زندگی سے ہمکنار کیا جائے گا تو لوگ آپس میں پوچھیں گے کہ ہمیں نیند سے کس نے جگا دیا
قرآنی الفاظ میں "قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا" ؔ
جواب ملے گا یہ وہی تو ہے جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔
هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یٰسین آیت ۵۲)
انسان اپنی بے قراری اور انتہائی گھبراہٹ و پریشانی کی حالت میں دریافت کرے گا کہ
اب یہاں سے بھاگ کر کہاں جاؤں يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ
(القیمہ آیت ۱۰) جواب میں وہ سنے گا۔ كَلَّا لَا وَزَرَ ؕ" بے شک کہیں پناہ نہیں"
مگر یہ کہ اس روز پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمُسْتَقَرُّ ؕ
(القیمہ آیت ۱۲/۱۱)

میدان حشر میں جب لوگوں کے مقدمات کی سماعت ہو رہی ہو گی۔ اس وقت جہنم کی دھکتی ہوئی آگ بھی سب کو نظر آ رہی ہو گی اور جنت کے جاں بخش نظارے بھی سامنے ہوں گے تاکہ بد بھی جان لیں کہ وہ کس چیز سے محروم ہو کر کہاں جانے والے ہیں اور نیک بھی جان لیں کہ وہ کس چیز سے بچ کر کن کن نعمتوں سے سرفراز ہونے والے ہیں ان روح فرسا مناظر کو دیکھتے ہوئے بعض لوگوں کے چہرے پژمردہ ہوں گے اور کلونس چھائی ہوئی ہو گی " یہ کافر اور فاجر لوگ ہوں گے۔ نیک لوگوں کے چہرے ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے (سورہ قیامہ و غاشیہ)

انسان نے اپنی زندگی میں زمین پر جہاں جس جگہ جس حالت میں کوئی کام کیا ہو گا اس کی ایک ایک حرکت کا عکس اس کی نظروں کے سامنے ہو گا۔ اگر گھپ اندھیرے میں بھی اس نے کوئی فعل کیا ہو گا تو خدا کی خدائی میں ایسی شعاعیں موجود ہیں جن کے لیے اندھیرا اور اجالا کوئی معنی نہیں رکھتا وہ ہر حالت میں اس کی تصویر لے سکتی ہیں۔ یہ ساری تصویریں قیامت کے روز ایک متحرک فلم کی طرح انسان کے سامنے آجائیں گی۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے شہادتوں سے ثابت کر دیا جائے گا۔ مزید برآں یہ کہ حکم خداوندی سے لوگوں کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی اور جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان

Marfat.com

کے ہاتھ سب کچھ بیان کر دیں گے اور اُن کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے۔

یوم آخرت اور جزا و سزا

میدان حشر میں جب حساب کتاب کا مرحلہ ختم ہو جائے گا۔ اچھے لوگوں کے اچھے اعمال اور بُرے لوگوں کے بُرے اعمال سب پر عیاں ہو جائیں گے۔ انصاف کے ترازو میں تلنے کے بعد جن لوگوں کی نیکیوں کی وجہ سے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے اُن کی جائے قرار کھائی ہو گی یعنی بھڑکتی ہوئی آگ، غور کرنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالٰے نے اپنی کمال رحمت سے کام لیتے ہوئے سب انسانوں کو نیک اور بد اعمال کے نتائج سے پہلے ہی باخبر کر دیا ہے اب یہ انسان کا فرض ہے کہ اپنی کامیابی اور فوز و فلاح کے راستہ کا انتخاب سوچ سمجھ کر کرے اور خسران کی راہ ترک کر دے ورگرنہ ہو گا یہ کہ جہنم میں جانے والوں سے کہا جائے گا۔

"هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ" یہی وہ جہنم ہے جس کی تمہیں خبر دی جاتی تھی اور جنت میں جانے والوں کے لیے خوشخبری کی پکاریوں ہو گی۔

" یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر آیت ۳۰/۲۷)"

ترجمہ: اے اطمینان پانے والی رُوح اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی تو میرے ممتاز بندوں میں شامل ہو جا' اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔

حق و صداقت کی راہ اختیار کرنے' خسارے اور ناکامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم قرآن مجید کی اس واضح تنبیہہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

" تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ (سورہ جاثیہ آیت ۶)

ترجمہ: یہ خدا کی آیتیں ہیں جو تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں تو یہ خدا اور اُس کی آیتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔

Marfat.com

یومِ آخرت اور مقامِ عبرت

عالمِ آخرت کا عقیدہ طبعی طور پر انسانی ضمیر کی گہرائی میں موجود ہے یہاں تک کہ اسے ضمیر کی بیداری کا پیمانہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ اسلام سے پہلے مشرکانہ عقائد رکھنے والے کئی مذاہب میں بھی اس عقیدے کا ذکر موجود ہے لیکن جس تفصیل کے ساتھ اس کا بیان قرآن حکیم میں آیا ہے اور اسے ایمان کی بُنیاد کا ایک لازمی جزو قرار دیا گیا۔ اس سے پیشتر کسی آسمانی کتاب میں بھی اس کی اتنی اہمیّت وافادیت کی وضاحت نہیں کی گئی۔ عقیدہ آخرت کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ ایک دن خُدا کے حضور میں حاضر ہوکر اپنے اچھے یا بُرے اعمال کا حساب ہر شخص کو دینا ہوگا۔ جس طرح نیند کے بعد بیداری اور رات کے بعد دن آتا ہے اسی طرح دُنیا کے خاتمہ پر آخرت کا آنا یقینی ہے گزشتہ صفحات میں بیان کردہ حقائق کی روشنی میں اتنی برحق اور مبنی برحقیقت چیز سے انکار کرنا ممکن ہی نہیں۔

جب عقیدہ آخرت میں ہمارا یقین پختہ ہوجائے گا اور یہ یقین قلب کی گہرائیوں میں اُترجائے گا تو بقول علّامہ اقبال ؒ.....

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود

جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود

پھر یہ زبردست اور قوّت بخش نظریۂ آخرت ہماری زندگیوں میں ایک عظیم انقلاب برپا کردے گا۔ پاکیزہ خیالات اور پاکیزہ اعمال کے لیے ایک منفرد قوّت محرکہ ثابت ہوگا ہمارے اندر بے پناہ خود اعتمادی پیدا ہوگی ہم خود شناس اور خُدا شناس ہوجائیں گے اس طرح ہمارا ہر کام ربّ العالمین کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہوگا۔ حقیقت میں یہی منشائے ربانی بھی ہے اور یہی اصل مقصودِ زندگانی بھی ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں زندگی کے اس اعلیٰ ترین اور ارفع ترین مقصد کو یوں واضح کیا گیا ہے۔

" قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؁

(اعراف آیت ۱۶۳)

Marfat.com

ترجمہ: کہہ دو میری نماز، میری قربانی، میری عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا سب خُدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یوم آخرت پر یقین اور دلوں میں حق الیقین کی دولت عطا فرمائے دین اور دُنیا میں کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار کرے۔ (آمین)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ارشاداتِ رسُولؐ

- اخلاق و عادات سنوار لو، ایمان مکمّل ہو جائے گا۔
- قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں کوئی چیز خوش خُلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی۔
- سب سے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔
- پاک صاف رہو، رزق میں برکت ہو گی۔
- تم میرے پاس حسب نسب لے کر نہ آؤ بلکہ اعمالِ صالحہ لے کر آؤ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

(اے پیغمبر) تو تو پیدا ہی ہوا ہے اعلیٰ اخلاق پر

مقامِ اخلاق

اہمیت اخلاق

اسلام میں ایمان کے کمال کا معیار جس چیز کو ٹھہرایا گیا ہے وہ حسنِ اخلاق ہے۔ حدیث مبارکہ ہے "مسلمان میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے کہ حضور پُرنور صلعم کا اخلاق قرآن ہے۔ گویا کہ قرآن مجید سارے کا سارا تعلیم اخلاق ہے۔

قومیں ہمیشہ افراد سے بنتی ہیں۔ اگر کسی قوم کے افراد زیور اخلاق سے آراستہ ہو جائیں تو سمجھ لیجئے کہ اس قوم نے اپنی تعمیر کر لی۔ اور ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارہ بن کر چمکے گا۔ انسانی زندگی کا سارے کا سارا طرزِ عمل درحقیقت اخلاق ہی کی گرفت میں ہے۔ اور اخلاق کو کنٹرول کرنے والی قوت نظریہ توحید و آخرت پر یقین ہے۔ ہر کام محض اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لیے کیا جائے اور آخرت کے دن ہر آدمی سے اچھے یا بُرے حساب کتاب لیے جانے کا پختہ عقیدہ دل میں موجود رہے۔ حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں حضرت ابوعلی قرمینی کا قول نقل کیا ہے جنہوں نے تصوف اور اخلاق کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے: اَلتَّصَوُّفُ اَخْلَاقُ الرَّضِيَّةِ (یعنی تصوف پسندیدہ اخلاق کا نام ہے اور پسندیدہ کام وہ ہے جس میں بندہ اپنے تمام احوال میں خدا کو کافی سمجھتا ہو اور خدا کی رضا کے ساتھ راضی ہو۔

Marfat.com

دراصل معاشرت، معیشت، سیاست دینی امور اور دیگر تمام شعبہ ہائے زندگی میں انسانوں کے باہمی معاملات میں حسن سلوک اور حسن معاملہ کو اخلاق کا نام دیا جاتا ہے دنیا کی ساری خوشی، خوشحالی اور امن و امان اسی اخلاق کی وجہ سے ہے اخلاق انسان میں قربانی اور ایثار کی روح پھونکتا ہے جو نیکیوں کی جڑ ہے۔ اخلاق ایک عالمگیر اخوت کی بنیاد ڈالتا ہے بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کا معاون اور مددگار بناتا ہے اور تمدن کا بھی درجہ انسانی کامیابیوں کا زینہ ہے۔ غرضیکہ اسے جسمانی اور روحانی قوتوں کی تکمیل کے لیئے اساسی حیثیت حاصل ہے۔

تربیتِ اخلاق

جناب رسول پاک صلعم کی ذات ستودہ صفات کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالےٰ کا ارشاد ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" پیدائشی طور پر آپ کی ساخت و تربیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ آپ کی ذات اعلےٰ اخلاق کی مظہر ہے قرآن حکیم جس خوبی اور بھلائی کی طرف دعوت دیتا ہے وہ آپ میں فطرۃً موجود ہے اور اسی قسم کی تعلیم کا اظہار اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق میں صرف اعلےٰ اخلاق کی تکمیل کے لیئے بھیجا گیا ہوں۔ چونکہ وہی اخلاق اچھے سمجھے جاتے ہیں جو اللہ کی صفات کے عکس ہیں۔ اس لیئے داعی انقلاب جناب محمد مصطفےٰ صلعم نے مزید تاکید کے طور پر فرمایا۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ اللہ تعالےٰ والے اخلاق کو اپنا اخلاق بناؤ۔ انسان کے اندر خالق مطلق نے ایسی صلاحیتیں ودیعت کی ہیں کہ جن کی بنا پر وہ اللہ تعالےٰ کی بہت سی خوبیوں کو اپنی استعداد کے مطابق کسی حد تک اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔ اگرچہ مقدار و تناسب کے اعتبار سے وہ سمندر میں قطرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں فطرت کے اس تقاضے کا اشارہ اس آیت میں بھی ملتا ہے فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا پھر یہ کہ اچھے اور بُرے کاموں میں تمیز کرنے کی خوبی بھی انسانوں کے اندر الہام فرما دی۔ اور بہت سے احکام وحی کے ذریعہ بیان فرما دے۔ تاکہ فطرت اگر کسی وجہ سے خاموش رہے تو احکام الٰہی کی آواز ان کو پکار کر ہشیار کر دے۔

(فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (الشمس آیت ۸) پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیز گاری کرنے کی سمجھ دی۔ اسی طرح قرآن پاک میں آنحضرت صلعم کی اصلاحی اور تربیتی دعوت کے سلسلہ میں کئی مقامات پر ذکر آیا ہے کہ نبوت و رسالت کا سب سے بڑا فرض نفوس انسانی کو برائیوں اور نجاستوں کی آلودگیوں سے پاک

Marfat.com

کرتا ہے: وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورۃ جمعہ آیت ۲) پیغمبر جو ان کے سامنے آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور جو خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں. حکمت کا لفظ قرآن حکیم میں اگرچہ علم و عرفان کے معنی میں آیا ہے، لیکن بنی اسرائیل اور سورہ لقمان کے مطالعہ کے بعد یہ بات واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہے کہ حکمت کے لفظ میں ایک بڑا حصہ اخلاقی تعلیمات کا بھی ہے ان سورتوں میں توحید، والدین کی اطاعت تعظیم قرابتداروں اور محتاجوں کی امداد کی نصیحت اور فضول خرچی، بخل، اولاد کشی، بدکاری کسی بے گناہ کے جان لینے اور یتیموں کے ستانے کی ممانعت کے بعد ایفائے عہد کرنے ٹھیک ناپ تول کرنے اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنے کی تاکید کی گئی ہے.

اس کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہے. ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ (بنی اسرائیل

ترجمہ: اے پیغمبر! ان ہدایتوں میں سے ہیں جو خدا نے حکمت کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں آیت ۳۹)

نبی آخر الزمان صلعم نے انسانی اخلاق کا ایک ایسا معتدل اور متوازن نظام پیش کیا جو ہر شخص، ہر قوم اور ہر زمانے کے لیئے مناسب ہے جس کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی. اس کمی کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے جرمن فلاسفر نطشے نے مسیحی اخلاق پر جا و بیجا اعتراضات کیئے جو تیر برسائے ان کی جھلک اس کے ان الفاظ سے ظاہر ہے.

مسیحیت نے ہمیشہ کمزور، پست اور بوسیدہ اشیا کا ساتھ دیا ہے مسیحیت نے طبائع انسانی کی تمام خود دارانہ قوتوں کا استیصال کر دینا. اپنا مسلک قرار دیا ہے مسیحیت نے زبردست دماغوں کا ستیاناس کر دیا ہے. یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسیحی قوموں کی ترقی کا راز اس بات میں ہے کہ انہوں نے پروٹسٹنٹ بن کر اصلاح و تجدید کے نام سے اسلامی فلسفہ اخلاق کو اپنایا اور نمایاں کامیابیاں حاصل کیں.

پسندیدہ اخلاق

اخلاق حسنہ کی تفصیل بہت ہی طویل ہے لیکن یہاں پر چند اعلےٰ اخلاقی اقدار کا ذکر کرنا ضروری ہے تا کہ ان بنیادی اصولوں کو عملی زندگی میں ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے.

Marfat.com

عدل و احسان

عدل و انصاف کا دائرہ کار محض عدالت تک محدود نہیں۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ پر محیط ہے کسی بھی معاشرہ میں عدل و انصاف کے بغیر نہ تو استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی وہ قائم رہ سکتا ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو تمام نظام عالم میں عدل و انصاف کا قانون کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عدل کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ قانونی تقاضوں کو پورا کیا جائے اور احسان کرنے کی تاکید کر کے ایک ایسا اخلاقی مطالبہ کیا گیا ہے جس سے اشخاص کی روحانی تکمیل بھی ممکن ہو سکے۔ فرمان الٰہی ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (سورہ نحل ۹۰) بے شک اللہ انصاف اور نیکی کرنے کا حکم دیتا ہے یہاں پر لفظ احسان نوٹ کرنے کے قابل ہے احسان سے مراد نیک سلوک۔ فیاضانہ معاملہ۔ ہمدردانہ رویہ خوش خلقی سے پیش آنا، درگزر کرنا یہ عدل و انصاف سے ایک زائد شے ہے۔

جہاں تک عدل و انصاف کے تقاضوں کو نظر انداز کرنے کا تعلق ہے جناب ہادی برحق صلعم نے فرمایا تم سے پہلے قومیں اس لیئے تباہ ہوئیں کہ جب ان میں معمولی لوگ گناہ کرتے تھے تو ان کو سزا دی جاتی تھی اور جب بڑے لوگ کرتے تھے تو ان کے حکم ٹال جاتے تھے عصر حاضر میں بھی کچھ ایسی ہی کیفیت موجود ہے۔ اور اکثر کہا جاتا ہے کہ قانون غریب آدمی کو پیستا ہے اور امیر آدمی قانون کو پیستے ہیں۔ اسلامی تعلیمات اور اور اخلاقی اقدار کا تقاضا یہ ہے کہ دین و مذہب نسل اور قومیت کے اختلاف کے باوجود ہر آدمی کے ساتھ انصاف کرنا مسلمان کے لیئے ضروری ہے۔ ارشاد ربانی ہے ترجمہ: اور کسی قوم کی عداوت تم کو اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل و انصاف نہ کرو۔ (سورۃ مائدہ)

سچائی

سچائی کی عادت انسان کو بہت سی برائیوں سے بچاتی ہے صفات ربانی میں سے سب سے بڑی صفت سچائی ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا (سورۃ نساء ۸۷) اور کون اللہ سے زیادہ سچا ہے بات میں۔ اسی طرح پیغمبروں کا بھی سب سے بڑا وصف سچائی ہے وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ اور پیغمبروں نے سچ کہا (سورہ یٰسین) تو معلوم ہوا کہ اخلاقی خوبیوں کے سرفہرست ہونے کی حیثیت صرف سچائی کو ہے۔

Marfat.com

حق گوئی

حق کی حمایت میں جو آواز بلند کی جائے اسی کا نام حق گوئی ہے. حدیث مبارکہ میں ہے بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے حق کی بات کہنا ہے .

عہد کی پابندی

اللہ تعالےٰ اپنے وعدہ کا سچا اور عہد کا پکا ہے . اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (آل عمران) بے شک اللہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا. اس لیئے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے قول وقرار کو پورا کرو یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ . (سورۃ المائدہ)

استقامت

جس بات کو حق سمجھا جائے اس پر قائم رہا جائے حق کے راستہ میں اگر مشکلات پیش آئیں تو ثابت قدمی سے کام لیا جائے اور صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے اسی کو استقامت کہا جاتا ہے .

استغنا

انسان کی بے نیازی یہ ہے کہ اس ذاتِ بے نیاز کے سوا دوسروں سے بے نیاز ہو. ہر ضرورت کے لیئے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے اور قناعت سے کام لے حدیث میں آیا ہے کہ دولت مندی مال واسباب کی کثرت کا نام نہیں بلکہ اصلی دولت مندی دل کی بے نیازی ہے. شیخ سعدیؒ نے فرمایا. تونگری بدل است نہ بمال .

رحم

رحم کا جذبہ رحمت والے رحمان خدا کی رحمت کا پرتو ہے. دنیا میں رحم وکرم کے جو آثار پائے جاتے ہیں وہ اسی کی رحمت کے آثار ہیں. فرمان رسول مقبولؐ ہے تم زمین والوں پر رحم کرو. تو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا. یہ رحمدلی صرف مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اس کا دائرہ نہایت وسیع ہے اس میں اللہ کی تمام

Marfat.com

مخلوق شامل ہے۔ اور عالم کی ہر شے پر محیط ہے۔

عفو و درگزر

برائی کا بدلہ برائی جماعت کا قانون ہے اور عفو و درگزر افراد کا اخلاقی کمال ہے جب تم برائی کا جواب اچھائی سے دوگے تو تمہارا دشمن بھی دوست بن جائے گا۔

دیانتداری اور امانت

آپس میں لین دین کے معاملوں میں جو اخلاقی جوہر مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ دیانت داری اور امانت ہے جناب رسول پاک کو نبوت سے پہلے مکہ والوں کی طرف سے "امین" کا لقب ملا تھا کیوں کہ وہ اپنے کاروبار میں دیانتدار تھے۔ خیال رہے کہ جو شخص اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا ہے وہ امانت میں خیانت کرتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جس میں امانت نہیں۔ اس میں ایمان نہیں:

عفت و پاکبازی

سورۃ المومنون اور سورۃ المعارج میں مسلمانوں کے جو امتیازی اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں عفت و پاکبازی کا ذکر موجود ہے جو کہ ساری خوبیوں کی جان ہے اور صرف شرم و حیا ہی اس خوبی کی پرورش کرتی ہے

ناپسندیدہ اخلاق

جھوٹ

جھوٹ ہر قسم کی برائیوں کی جڑ ہے اس بری عادت کی سنگینی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ مسلمان کو کسی فعل کی بنا پر لعنت کے قابل نہیں سمجھا گیا مگر یہ کہ اللہ تعالے نے اجازت دی ہے کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت کی جائے۔ فرمان خداوندی ہے۔ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کَانَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ۔ (سورۃ نور) اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔ آنحضرت صلعم نے جھوٹ کو منافق کی نشانی قرار دیا ہے اور مسلمان کے متعلق جب ان سے پوچھا گیا۔ کیا مسلمان بزدل ہو سکتا ہے۔ فرمایا ہو سکتا ہے۔ یہ پوچھا گیا۔ کیا جھوٹا ہو سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ گویا مسلمان کے لیے جھوٹ بولنا ایک ناممکن بات ہے۔

Marfat.com

غیبت و بدگمانی

سورۃ الحجرات آیت ۱۲/۱۳ میں نہایت ہی تفصیل کے ساتھ ان تمام بُری عادات کا ذکر کیا گیا ہے جس سے باہمی تعلقات میں ناگواری پیدا ہونے کے امکانات موجود ہیں. اس لیئے ان کی ممانعت کی گئی ہے. مثلاً ایسی ہنسی مذاق جس سے دوسروں کی رسوائی ہونے کا ڈر ہو. آپس میں ایک دوسرے کو طعنے دینے یا بُرے ناموں سے پکارنے سے منع کیا گیا ہے لوگوں کے عیب ڈھونڈنے. ان کو شک کی نگاہ سے دیکھنے ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے بُرا کہنے اور تہمت لگانے کی مذمت کی گئی ہے. اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال نہایت ہی آسانی سے سمجھ میں آنے والی مگر بڑے ہی موثر انداز میں یوں بیان فرمائی ہے جس سے مذکورہ بالا عاداتِ بد کے خلاف دِلی نفرت کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ترجمہ: بھلا تم میں سے کوئی گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو گھن آئے

فضول خرچی

بے جا نام و نمود کی خاطر اور ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو حق تعالیٰ نے شیطان کے بھائی کہہ کر ایسے لوگوں سے اپنی انتہائی نفرت کا اظہار کیا ہے.

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (سورہ اسرائیل)

ترجمہ: دولت کو بے جا اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے.

ناپ تول میں کمی

باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھنے کے لیئے ضروری ہے کہ ناپ تول میں کمی بیشی نہ کی جائے ایسا کرنے سے لوگ ایک دوسرے کے حق کو چھیننے کے مرتکب ہوتے ہیں. دوسرے لفظوں میں اسے چوری بھی کہا جا سکتا ہے جس سے بچنے کی خاص طور پر تاکید کی گئی ہے اس فعل سے کاروبار میں برکت جاتی رہتی ہے جس سے قرآن حکیم کے مطابق. وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ (سورۃ انعام) ترجمہ: اور ناپ اور تول کو پورا کرو

علاوہ ازیں چوری، رشوت، ظلم، حسد، بغض کینہ، ریاکاری، زناکاری، جوا، شراب نوشی، سودی

Marfat.com

لین دین، لالچ، غرور اور ایسی ہی دیگر ناپسندیدہ عادات سے ہمیشہ اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہیئے اور ان سے بچنے کے لیئے رب کریم سے ہمیشہ دعا مانگتے رہنا چاہیئے۔

کمال اخلاق

اسلام نے اخلاق کا کمال یہ قرار دیا ہے کہ جو نیک کام بھی کیا جائے وہ یہ سمجھ کر کیا جائے کہ یہ احکام خداوندی میں سے ہے پھر یہ کہ اخلاق کی تمام تر بنیاد ارادہ اور نیت یعنی قلب کی اندرونی کیفیت وحالت کی درستگی کے لیئے یہ اعتقاد ضروری ہے کہ کوئی عظیم ہستی ہے جو ہمارے دل کے ہر گوشے کو ہر طرف سے جھانک رہی ہے جس کی وجہ سے ہمارے اندر باز پرس کی اور جواب دہی کا یقین ہر وقت قائم رہنا چاہیئے۔

خیال رہے کہ انسانی ذہن پر کوئی انسانی قانون چاہے کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو وہ اثر مرتب نہیں کر سکتا جو خوف خدا اور خوفِ آخرت کر سکتا ہے۔ اور یہ دو خوف دراصل اخلاق عالیہ کے سرچشمہ ہیں۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہر مذہب مخصوص عقائد اور طریقہ عبادت کے علاوہ اخلاق کی بھی تعلیم دیتا ہے لیکن بہترین مذہب وہ ہے جس کا اخلاقی دباؤ اپنے ماننے والوں پر اتنا ہو کر وہ ان کے قدم کو سیدھے راستہ سے بھٹکنے نہ دے اس حقیقت سے کوئی شخص بھی انکار نہیں کر سکتا کہ قانون برائیوں کو کافی حد تک روک سکتا ہے مگر دل میں برائی کے لیئے کراہت یا نفرت پیدا نہیں کرتا جس سے برائی کے تمام سوتے بند کر دیئے جائیں یہ خوبی صرف شریعت محمدی ہی میں ہے جو ہر لحاظ سے قانون اور اخلاق کا مجموعہ ہے۔

اللہ تعالے مسلمانوں کو زیورِ اخلاق سے آراستہ کرے۔ اور ہر فردِ ملت کے مقدر کا ستارہ بن کر چمکے آمین

****

قلب میں سوز نہیں رُوح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

****

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے　　　　نہ سیہ روز رہے پھر نہ سیہ کار رہے

مقام آدم

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝

(سورۃ تین آیت ۴)

ترجمہ: کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا۔

حسن تخلیق کا شاہکار

فرمانِ خداوندی ہے کہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا اسے اچھی شکل وصورت عطا فرمائی۔ کچھ ظاہری و باطنی قوتیں اور خوبیاں اس کے وجود میں جمع کر دیں۔ اس کے اندران تمام صلاحیتوں کو ودیعت کر دیا ہے کہ جن سے اگر وہ مناسب کام لے تو منشاء ربانی کے مطابق کل کائنات کی تسخیر کرنے کے قابل ہے۔ انسانی کمالات اور دارین کی کامیابی کے اعلیٰ ترین مقامات تک رسائی حاصل کرنے کے روشن امکانات موجود ہیں اس کے اندر نبوت جیسے بلند ترین منصب کے حامل لوگ پیدا کئے جس سے اونچا منصب خدا کی کسی دوسری مخلوق کو نصیب نہیں ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان خالق کائنات کے حسن تخلیق کا شاہکار ہے اور اشرف المخلوقات ہے۔

علامہ اقبال کا تصورِ انسان

پیدائش آدم کے سلسلہ میں مفکر مشرق حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے نہایت ہی خوبصورت الفاظ میں کچھ

Marfat.com

اس طرح کی تصویر پیش کی ہے ۔

نعرہ زد عشق کہ خونیں جگرے پیدا شد
حسن لرزید کہ صاحب نظرے پیدا شد
فطرت آشفت کہ از خاک جہانِ مجبور
خود گرے خود شکنے، خود نگرے پیدا شد

ترجمہ: آدم کی پیدائش پر عشق نے خوشی سے نعرہ بلند کیا کہ ایک خونیں جگر پیدا ہوا جو میرا حق ادا کریگا، حسن گھبرا گیا کہ اب تو ایک صاحب نظر پیدا ہوگیا ہے فطرت نے تیوری چڑھائی کہ جہان مجبور (کائنات) کی خاک سے ایک ایسا صاحب اختیار وجود پیدا ہوا ہے جو اپنے آپ کو بنانے والا بھی ہے اپنے آپ کو توڑنے والا بھی ہے اور اپنے آپ پر نظر رکھنے والا خود شعور بھی ہے ۔

ایک اور مقام پر شاعر مشرق علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں ۔

"خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات

انسان ہے تو خاکی مگر اس کے اندر صفات اپنے مالک کی سی ہیں۔ اسی لیے مفکر ملت اُسے اپنی حقیقت سے خبردار رہنے کی پُر زور الفاظ میں تلقین کرتے ہیں۔

رُوح اور ربانی چراغ

انسان کی پیدائش اگرچہ حقیر مٹی سے ہوئی ۔ لیکن اس کی شان یہ ہے کہ خالق کائنات نے اس کے اندر اپنی روح میں سے روح پھونکی جو سورۂ نور کے مطابق ایک ربانی چراغ ہے جس کی روشنی میں وہ اپنی خوبیوں اور خامیوں کو دیکھ سکتا ہے اچھائی اور برائی کی تمیز کر سکتا ہے۔ اور اپنے فرائض خلافت و نیابت سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سارا اہتمام اس لیئے کیا گیا تا کہ انسان اپنی تخلیقی صلاحیتوں پر غور و فکر کرنے کے بعد اپنے مقصد حیات کو پوری طرح سے سمجھ لے اپنی زندگی کو احکامات خداوندی کے مطابق گزارے اور اس طرح دُنیا اور آخرت میں کامیابیوں سے ہمکنار ہو۔

حقیقی حیثیت اور فطرت انسان

یہاں پر یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ فاطر فطرت سے زیادہ انسانی فطرت کو کوئی نہیں جانتا

Marfat.com

یہ ہمیشہ سے اس کے علم میں ہے کہ انسان کیوں کر فتنہ و فساد برپا کر سکتا ہے۔ اس کی سرکشی اور نافرمانی کے کیسے کیسے انداز ہو سکتے ہیں۔ وہ غیر اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے میں کہاں تک بغاوت پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اسی نوعیت کے اور بہت سے امور جن کا تعلق غیر فطری فکر انسانی سے ہے ان کو مد نظر رکھتے ہوئے رب کائنات نے انسان کو اس کی انتہائی بے بسی اور مکمل مجبوری کا احساس دلاتے ہوئے اس کو حقیقی حیثیت سے یوں آگاہ کیا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْــٴًـا مَّذْكُوْرًا

سورہ الدھر میں انسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ اس پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گذرا ہے کہ جب اس کا نہ تو نام و نشان تھا اور نہ ہی وہ کوئی قابل ذکر چیز تھی پھر ایک مخلوط نطفے سے اس کی حقیر ابتداء کی گئی۔ سماعت و بصارت کی ایسی قوتیں عطا کی گئیں جو دوسرے حیوانات سے مختلف تھیں اس کے سامنے شکر اور کفر کے دونوں راستے کھول دیئے گئے تاکہ آزمایا جائے کہ اس امتحان گاہ میں وہ شکر گزار بندہ بن کر سامنے آتا ہے۔ فرمانبردار۔ اشرف المخلوقات بننے کی کوشش کرتا ہے یا "اَسْفَلَ سَافِلِیْن" میں اپنا بدترین ٹھکانا بنانا پسند کرتا ہے۔

دورِ حاضر کا تصورِ انسان

ابھی تک جو بات ہو رہی تھی وہ خالصتاً قرآنی نقطۂ نگاہ سے تھی اب ذرا دورِ حاضر کے تصورِ انسان کا ذکر بھی ہونا چاہیئے اس وقت سب سے بڑا فتنہ انسان کو اس کے مقامِ بلند سے گرا کر حیوانات کی سطح پر لے آنا ہے۔ ڈارون، فرائڈ اور مارکس نے عصرِ حاضر کے فکر پر گہرا اثر ڈالا ہے یہاں تک کہ دنیا کے ہر ملک کے عوام غیر شعوری طور پر ان کے افکار سے متاثر ہوئے۔ ڈارون نے کہا کہ انسان برتر قسم کا حیوان ہے۔ فرائڈ کے خیال میں جنسی جذبہ انسان کے تمام جذبات پر چھایا ہوا ہے۔ مارکس کے نظریہ کے مطابق انسان لالچ سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا چنانچہ جب ان خیالات کی وسیع پیمانہ پر نشر و اشاعت ہوئی کہ انسان حیوان محض ہے۔ اور دنیا میں قوت، جنسی جذبہ اور لالچ کی کارفرمائی ہے تو دولت کی ہوس، عریانی، شراب نوشی، جوا، دوسروں کا حق چھیننا اور مادر پدر آزادی اس دور کے انسان کی خصوصیات بن گئیں۔ انسان کے لیئے اپنی اصلیت کو سمجھنا ناممکن سا ہو گیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے انسان کی اصل مستقل فطرت کو بھلا دیا۔ ان کے سامنے وہ نفرضی تبدیلی رہی جس کا تعلق انسان کے بیرونی چھلکے سے ہے لوگ عام طور سے اس آدمی کی بات کرتے ہیں جو اتفاقاً انسان اور اصلاً حیوان ہے۔ وہ اس حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں کہ انسان انسان ہے اور اگر وہ انسان نہیں تو کچھ بھی نہیں تجربہ شاہد ہے کہ انسان جب سچے خدا کو بھلا دیتا ہے تو پھر اسے اپنے لیے جھوٹے صنم تراشنے پڑتے ہیں کیوں کہ کسی کو اپنی عقیدت و محبت کا مرجع بنانا اس کی سرشت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان صنم کدۂ کائنات میں گم ہو کر رہ گیا ہے اور قرآنی نظریہ کے مطابق فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيدًا ۝ (سورۂ بقرہ)

وہ گمراہیوں کی انتہاء گہرائیوں میں بھٹک رہا ہے۔ اور اصل راستے سے دور جا پڑا ہے۔

اصل مقصد حیات

انسان اپنے آپ پر نازاں تو ہے کہ وہ اشرف المخلوقات ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ اس کا شرف کون سی صلاحیتوں پر موقوف ہے اُسے

چاہیئے کہ اپنے فکر و عمل کی بہترین صلاحیتوں سے کام لے اور اپنی ذات کی تکمیل کے لیے کوشاں رہے۔ دنیاوی وظائف کو بطریق احسن انجام دینے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی سے مضبوط تعلق قائم کرے کثرت ذکر الہی سے قلب انسانی میں نور پیدا ہوتا ہے اس نور کی روشنی سے اسے اپنے اندر کی خامیاں نظر آنے لگتی ہیں اللہ تعالی نور اور توانائی کا کل کائناتی پاور ہاؤس ہے جتنا گہرا تعلق کوئی اس سے قائم کرے گا۔ اسی نسبت سے اُسے روشنی اور قوت حاصل ہوگی ایسی روشنی جس کی مدد سے وہ اپنی خامیاں دیکھ سکے اور ایسی قوت جس سے وہ انہیں دور کر سکے جتنا کوئی اللہ تعالے کے رنگ میں رنگا جائے گا اتنی ہی اُس کی صلاحیتیں بیدار ہوں گی۔ اتنے ہی اُس کے جوہر چمکیں گے۔

محبت الٰہی۔

قرآن پاک نے اللہ تعالے سے شدید محبت کو ایمان کا معیار قرار دیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں ارشاد باری تعالی ہے۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ اور وہ جو ایمان والے ہیں ان کی محبت اللہ تعالے کے لیے شدید ہے خیال ہے کہ انسان کی حیوانی جبلتیں۔ لالچ، ہوس، خودنمائی وغیرہ اسے پستی کی طرف کھینچتی ہیں اللہ کی محبت اسے بلندیوں کی طرف لے جاتی ہے۔ اور یہی کشش انسانی شخصیت کی تکمیل کا سبب بنتی ہے۔

Marfat.com

جو انسان کو انسانیت کے درجہ تک پہنچاتی ہے۔

قصہ مختصر

تخلیق انسانی کے مختصر مطالعہ اور مقصد حیات کے نمایاں پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دراصل مقصد حیات کو بالفاظ دیگر تکمیل ذات ہی کہا جا سکتا ہے اور تکمیل ذات اللہ سے مضبوط رشتہ تعمیر کردار اور تکمیل اخلاق ہی سے قائم ہو سکتا ہے تکمیل اخلاق ہی دین اسلام کی تعلیمات کی اصل روح ہے جیسا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ

میں صرف اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

قادر مطلق ہمیں تکمیل ذات اور تکمیل اخلاق کے لیے قدرت عطا فرمائے

آمین ثم آمین

التماس خاص

اس کتاب کو ہر روز تھوڑا تھوڑا پڑھتے رہیں۔ ہر ماہ پڑھیں۔ ہر سال پڑھیں دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دلائیں۔ یقین کیجئے کہ ہر بار مطالعہ کے بعد آپ اپنی شخصیت میں ایک نیا نکھار محسوس کرینگے

سکندر شیخ

سرپرست (ادارہ)

Marfat.com

رُباعی

تیرا تن رُوح سے ناآشنا ہے
عجب کیا آہ تیری نارسا ہے
تنِ بے رُوح سے بیزار ہے حق
خُدائے زندہ زندوں کا خُدا ہے

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

جوہر انسان عدم سے آشنا ہوتا نہیں   آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں
(علامہ اقبالؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔
(بنی اسرائیل آیت ۸۵)

ترجمہ: اور تم سے رُوح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار (کے عالمِ امر) کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

مقامِ رُوح

آغازِ جستجو

رُوح کی کیفیت و ماہیّت کے متعلق معلومات حاصل کرنے اور اِس سلسلہ میں تحقیق و جستجو کا عمل اُس وقت سے جاری ہے جب سے انسان نے سوچ و بچار سے کام لینا شروع کیا ہے۔ انسانی شعور کا یہ فطری تقاضا بھی ہے کہ وہ معلوم کرے کہ رُوح کیا چیز ہے؟ کہاں سے آتی ہے کہاں جاتی ہے؟ رُوح فانی ہے یا لافانی؟ اس کے افعال و خواص کیا ہیں؟ جسم کا رُوح کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یہ ایسے بنیادی سوالات ہیں جن کا انسان کی عملی زندگی سے گہرا تعلق ہے، فکر و نظر کی تعمیر اور اخلاق و کردار کی تشکیل میں انہیں اساسی حیثیت حاصل ہے۔ زندگی کو بامقصد بنانے یا بے مقصد گزارنے میں ان کا بڑا عمل دخل ہے۔

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ انسان ہزاروں سال سے اِس چھوٹے سے کرۂ ارض کی

Marfat.com

کائنات کے حقائق و اسرار معلوم کرنے میں مصروف ہے لیکن انتہائی کوششوں کے باوجود ابھی تک بیشتر کیڑے مکوڑوں کی تفصیلات حاصل کرنے سے بھی قاصر ہے۔ مادی اور مشینی دُنیا کا جہاں تک تعلق ہے اگرچہ اُس نے ایٹم بم، ہائیڈروجن بم، راکٹ، میزائل اور خلائی سیارے ایجاد کر لیے ہیں اور چاند تک رسائی بھی حاصل کر لی ہے لیکن اس کے باوجود ماورا المادہ" رُوح اور رُوحانی حقائق الٰہیہ کے رموز و نکات کے متعلق بہت کم علم رکھتا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اُس نے اپنے دائرہ سوچ کی حدُود کو مادی اشیاء اور عقل انسانی تک محدُود کر رکھا ہے جب کہ قدرت کے عجائبات کا علم حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالےٰ نے ماورائے عقل بہت سے ذرائع بھی مہیا کر رکھے ہیں جن سے کام لے کر انسان رُوحانی دُنیا سے رشتہ استوار کر سکتا ہے اور ایسے حقائق کی نقاب کشائی کرنے میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے جن کے لیے مجرد عقل و خرد کافی نہیں ہے ایسے ہی حقائق میں حقیقت رُوح کے متعلق معلُومات حاصل کرنا شامل ہے۔

قدیم تصوّرِ رُوح

دنیا میں موت سب سے بڑی حقیقت ہے ہر شخص اِس حقیقت کو بلا خوف تردید تسلیم کرتا ہے۔ تاہم یہ بات سب کے لیے حیران کُن بھی ہے اور قابل غور بھی انسان چاہتا ہے کہ ایسی چیز کے متعلق زیادہ سے زیادہ واقفیت حاصل کی جائے جس کے آنے سے جسم آباد ہو جاتا ہے اور اس کے جانے سے زندگی کے چشمے خشک ہو جاتے ہیں۔ جسمِ انسانی مٹی کا ڈھیر بن کر رہ جاتا ہے۔ کیا یہی اس کا انجام ہے؟

اوراق تاریخ انسانی کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم مسئلہ پر غور و فکر کا آغاز زمانہ قدیم سے شروع ہوا اور آج تک یہ عمل جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔ حکماء یونان واسکندریہ، فلاسفۂ متقدمین و متاخرین مختلف مذاہب کے پیشواؤں اور اکابر علماء نے اپنی اپنی بساط اور اپنے اپنے اعتقاد کے مطابق بڑی ہی عمیق تحقیق کی ہے۔ اگرچہ ان کی آرا میں اختلاف پایا جاتا ہے تاہم بیشتر حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ رُوح جسم سے ایک جداگانہ جسم لطیف رکھتی ہے جسے نہ تو محسُوس کیا جا سکتا

Marfat.com

ہے اور نہ ہی اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے قویٰ اور ادراکات بالکل الگ ہیں۔ رُوح سینکڑوں کوس سے بغیر حواس کی وساطت کے ایک چیز کو دیکھ سکتی ہے اور واقعات آئندہ کا بھی کسی حد تک ادراک کر سکتی ہے۔

قارئین کی دلچسپی اور مفید معلومات کے لیے یہاں پر فیروز سنز کی "اُردو انسائیکلوپیڈیا" میں بیان کردہ حقائق رُوح" کا ایک اہم حصہ پیش خدمت ہے۔

مذہب کی رُو سے ایک غیر مادی جوہر (جو ادراک بالحواس کو متحرک رکھتا ہے) دُنیا کے تمام الہامی اور غیر الہامی مذاہب (سوائے بدھ مت) وجودِ ارواح کے قائل ہیں اس کی تعبیر و تشریح میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے لیکن یہ امر سب کے نزدیک مسلّم ہے کہ رُوح انسان کے مادی پہلو جسم یا گوشت پوست سے علیحدہ کوئی چیز ہے جسم فانی ہے لیکن رُوح لافانی اور ابدی ہے۔ قدیم مذاہب کے پیروؤں کا اعتقاد تھا کہ رُوح کا مسکن انسان کی سانس یا خون ہے۔ اس خیال کی وجہ یہ تھی کہ ان دونوں میں سے کسی کے بھی ضیاع سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

جدید تصوّرِ رُوح

یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ جدید فلسفہ اور نفسیات رُوح کی مذہبی تعریف و تعبیر کو نہیں مانتے۔ وہ رُوح کو ذہن اور عقل کہتے ہیں جدید سائنس کے نزدیک انسانی اور حیوانی جسم میں رُوح کی وہی حیثیت ہے جو متحرک مشین میں توانائی یعنی بجلی بھاپ وغیرہ کی ہے۔ با این ہمہ تحقیقات جدیدہ کی روشنی میں یورپ اور امریکہ کے بڑے بڑے فلاسفر اور سائنسدان جو مادہ اور اس کی قوّت کے سوا کسی دُوسرے کا نام لینے والے کو وہم پرست اور پاگل کہتے تھے اب آہستہ آہستہ ان میں سے اکثر حضرات رُوح کے عجیب و غریب خواص اور محیر العقول افعال کو پیش کرنے میں باک محسوس نہیں کرتے بلکہ اس نظریہ کو فروغ دینے والے یورپ کے چند مشہور سائنس دان اور ماہرین طبیعات مثلاً ایڈنگٹن، جینز، وائیٹ ہیڈ، آئن سٹائن اور پلینک کے نام سرفہرست ہیں۔

Marfat.com

اب تک تو عام خیال یہی تھا کہ سائنس مادیت کا علم ہے لیکن سائنسدانوں کی حالیہ کوششوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وقت دور نہیں جب دُنیا بھر کے سائنسدان خدا۔ رُوح اور رُوحانیت کے مکمل طور پر قائل ہو جائیں گے اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ وہ ان مخفی حقائق کو نظر انداز نہیں کر سکتے جن کا مشاہدہ اور تجربہ چند انسانوں کو مختلف ذرائع سے ہوا ہے مثال کے طور پر کچھ لوگوں کو خوابوں میں پیش آنے والے واقعات اور اُن کے اثرات بعض افراد کو " آسٹرل ورلڈ " یعنی عالم مثال سے تعلق رکھنے والے غیر معمولی حالات سے آگاہی اور روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے خرق عادات مناظر بہرحال یہ سب اُمور سنجیدہ غور و خوض کے متقاضی ہیں۔ اہل فن کی اصطلاح میں جسم لطیف کو " آسٹرل باڈی " کہتے ہیں اور بقول مشہور مغربی مفکر سی ڈبلیو لیڈ بیٹر ......

" تم جسم سے الگ چیز ہو۔ یہ جسم تمہاری قیام گاہ ہے۔ اجسام محض خول ہیں جنہیں ہم موت کے وقت یوں پرے پھینک دیتے ہیں جس طرح کہ کپڑے اُتار دیئے جاتے ہیں۔"

مسٹر آرتھر فنڈلے جو گلاسگو کی ایک سوسائٹی آف سائیکک ریسرچ (رُوح کے متعلق تحقیقات) کا وائس پریذیڈنٹ تھا۔ اُس نے بھی اپنی ایک کتاب میں ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

قرآنی تصوّرِ رُوح

قریش مکہ، مشرکین اور یہود جناب رسُولِ پاک صلعم سے رُوح کی حقیقت ماہیت اور کیفیت کے متعلق اس لیے پوچھتے تھے کہ اُن کو یقین تھا کہ حضرت محمد صلعم اُن کو کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکیں گے۔ اس طرح معترضین کو مذاق واستہزا اور تمسخر کا موقعہ مل جائے گا۔ لیکن خدائے بزرگ و برتر کو یہ چیز گوارا نہ تھی۔ فوراً وحی نازل فرمائی۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ٥ (بنی اسرائیل آیت ۸۵)

Marfat.com

ترجمہ : اور تم سے رُوح کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار (کے عالم امر) کی ایک شان ہے اور تم لوگوں کو بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

اس آیت میں جو سب سے زیادہ غور طلب لفظ ہے وہ لفظ "امر" ہے۔ اس کی وضاحت کیلئے ایک دُوسرے مقام پر آیت ذیل کا مطالعہ ضروری ہے جس سے لفظ امر بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے۔ ربِّ کریم کا ارشاد ہے "اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ" ترجمہ: عالم خلق بھی اور عالم امر بھی اسی کا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ عالم خلق اور عالم امر دُو الگ الگ چیزیں ہیں۔ محققین و مفسرین کی رائے میں جس چیز کا حواس کے ذریعے ادراک حاصل کرنا ممکن ہو وہ عالم خلق ہے اور جو ادراک حواس سے بالاتر ہو وہ عالم امر ہے۔ دُوسرے الفاظ میں یہ کہ اجسام ظاہری اور عالم مادی پیدا کرنے کا تعلق خلق سے ہے اور حقائق باطنی اور عالم رُوحانی سے تعلق رکھنے والے مخفی اُمور عالم امر سے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ رُوح عالم امر کی مخلوق ہے اور اس عالم خلق سے ماوراء حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص ارادے اور خاص حکم سے وجود میں آئی۔ ارشاد نبوی ہے "تحقیق اللہ تعالےٰ نے رُوحوں کو دُو لاکھ برس جسموں سے پہلے پیدا فرمایا۔"

مشائخ کرام کا تصوّرِ رُوح

حضرت مخدوم سیّد علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش صاحبؒ فرماتے ہیں رُوح پروردگار عالم سے مخلوق ہے اسے قدیم کہنا جہالت ہے۔ بے دین اور ملحد اسے قدیم کہتے ہیں اس کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کا یہ بھی خیال ہے کہ ایک شخص کی رُوح دُوسرے شخص میں منتقل ہو سکتی ہے بلکہ کسی حیوان کی شکل بھی اختیار کر سکتی ہے۔ تبت، چین اور ماچین کے تمام ہندو اس پر اتفاق رائے رکھتے ہیں مسلمانوں میں ایک مختصر سا گروہ ایسا بھی ہے جو رُوح کے ایک جسم سے دُوسرے جسم میں منتقل ہونے میں یقین رکھتے ہیں حالانکہ یہ باطل نظریہ ہے۔ اولیاء کرام اور صوفیا عظام اس نظریہ کے حامل ہیں کہ رُوح جوہر ہے جب انسانی قلب پیوست ہوتا ہے تو حکم خداوندی سے قالب میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ رُوح اس کے جسم میں بطور امانت

Marfat.com

رکھی گئی ہے جب وہ اُس کے جسم سے جُدا ہو گی تو مرنے کے بعد زندہ رہے گی جیسا کہ خواب کی حالت میں رُوح چلی جاتی ہے اس امر کی تصدیق قرآن حکیم سے بھی ہوتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

" اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ؀

ترجمہ : خدا لوگوں کے مرنے کے وقت اُن کی رُوحیں قبض کر لیتا ہے اور جو مرے نہیں اُن کی رُوحیں سوتے میں قبض کر لیتا ہے پھر جن پر موت کا حُکم کر چکتا ہے اُن کو روک رکھتا ہے اور باقی رُوحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں اُن کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے کہ نیند میں رُوح نکل جاتی ہے مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع کے رہتا ہے جس سے حیات باطل ہونے نہیں پاتی. جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے. اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیند میں بھی وہی چیز نکلتی ہے جو موت کے وقت نکلتی ہے لیکن تعلق ویسے نہیں ٹوٹتا جیسے موت کے وقت ٹوٹتا ہے۔

قلیل علم رُوح

اس مختصر کتابچہ میں ممکنہ حد تک رُوح کی حقیقت و ماہیت اور کیفیت کے متعلق چند اساسی معلومات فراہم کرنے کی ایک حقیر سی کوشش کی گئی ہے. دراصل یہ ایک بڑا ہی نازک اور عمیق مسئلہ ہے اور بالآخر حُکم خداوندی کے آگے اپنی مجبوری اور بے بسی کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کیونکہ حکمتِ حق تعالےٰ یہی تھی کہ رُوح کے متعلق انسان کو بہت ہی کم علم دیا جائے جیسا کہ اس سے پہلے ایک حصّہ آیت میں بیان کیا جا چکا ہے۔ یعنی

Marfat.com

"وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا" لہذا ہمارے لیے اس وجہ سے بھی اختصار پر اکتفا کرنا ضروری ہے۔

البتہ یہ بات اطمینان بخش ہے کہ فکر و تدبّر کے دروازے ہمیشہ سے کھلے ہیں اور ہمیشہ کھلے رہیں گے۔ انسانی شعور حسب معمول ارتقائی منازل طے کرتا رہے گا۔ اسرارِ حیات کی مزید جستجو اور نقاب کشائی کی جو تشنگی باقی رہ جائے گی۔ قادرِ مطلق آہستہ آہستہ اہل حق کے لیئے اس کی تسکین کا مزید سامان فراہم کرنے کے سلسلہ میں یُوں بشارت دیتے ہیں۔

"وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا عِندَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ"

ترجمہ: اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں۔

حاصل گفتگو

بقول ایک مردِ حق آگاہ کے "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ" جس نے اپنے آپ کو پہچانا۔ اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اپنے آپ کی پہچان اور رُوح کی پہچان لازم و ملزوم ہیں رُوح کی معرفت سے اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے محبّتِ رسُولؐ کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ محبّتِ رسُولؐ سے یوم آخرت پر یقین پختہ ہوتا ہے آخرت پر پختہ یقین نیک عمل پر ابھارتا ہے نیک اعمال تکمیل اخلاق کا باعث بنتے ہیں۔ یہی منشائے ربّانی ہے اور یہی بعثتِ محمدیؐ کا مقصد ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

"بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ"

(میں صرف اعلےٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں)

اللہ تعالیٰ اپنی اور اپنے رسولِ پاک صلعم کی محبت کے چراغ ہمارے دلوں میں روشن کر دے اور تعمیر کردار اور تکمیلِ اخلاق کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

Marfat.com

سُراغِ زندگی

زندگی کچھ اور شے ہے علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے قدرت بھی ہے لذّت بھی ہے
ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سُراغ

(علامہ اقبالؒ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلزار ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ
کھولی ہیں ذوق دید نے آنکھیں تری اگر
ہر رہگزر میں نقش کف پائے یار دیکھ

اقبالؒ

مقامِ فکر

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ
مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ
الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ۝

فکر و تدبّر کا سلیقہ

قرآن حکیم میں مسلمانوں کو بار بار ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مظاہر قدرت کا بغور مطالعہ کریں تجسّس و تحقیق کے خوگر بنیں اور دنیا میں اللہ تعالٰے کی نیابت کے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کریں قرآنی تعلیمات کے مطابق انسانی زندگی کا مقصد بیک وقت حسنات دُنیا اور حسناتِ آخرت کا حصول ہے یہ چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک انسان صحیح خطوط پر سوچنے سمجھنے کے موزوں اور مؤثر طریقوں سے پوری طرح آگاہ نہ ہو چنانچہ خالق مطلق نے غور و فکر کرنے کا جو نظام تربیت قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے اس کی چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں۔ ارشاد باری تعالٰے ہے۔

سورۂ ملک آیت ۴/۳ اوپر درج ہے۔ ترجمہ

Marfat.com

اُس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے رائے دیکھنے والے کیا تو خدائے رحمٰن کی آفرینش میں کچھ نقص دیکھتا ہے ؟ ذرا آنکھ اُٹھا کر دیکھ ۔ بھلا تجھ کو اسمیں کوئی خرابی کوئی کمی یا کجی دکھائی دیتی ہے پھر دوبارہ سہ بارہ نظر کر تو تیری نظر ہر بار تیرے پاس ناکام تھک ہار کر واپس لوٹ آئے گی ۔

معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی اس کارگاہِ جلیلہ کے پیچھے ایک ہمہ بین اور ہمہ داں دماغ کام کر رہا ہے یہ وہی عظیم ہستی ہے جس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس نے ان آسمانوں اور زمین کے اندر جو کچھ ہے وہ تمہارے کام میں لگا دیا ہے ۔ فرمان الٰہی ہے ۔

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا دیا ہے جو لوگ غور کرتے ہیں ۔ ان کے لیے اس میں قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں ۔

(الجاثیہ آیت ۱۳)

رب کائنات نے اپنی اتنی بڑی فیاضی کا ذکر کرتے ہوئے انسان کو اس کی غفلت کا احساس ان الفاظ میں دلایا ہے ' اور آسمانوں اور زمین میں بہت سی نشانیاں ایسی ہیں جن پر یہ غور نہیں کرتے اور بڑی ہی لاپرواہی سے ان سے منہ موڑ کر گزر جاتے ہیں ۔

(سورۂ یوسف آیت ۱۰۵)

پھر فرمایا کہ تخلیق کائنات اور تخلیق انسان میں فکر و تدبر کا یہ زینہ جو انسان کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے اور حضور یزداں تک پہنچاتا ہے ۔ رب کریم نے یہ سب کچھ بغیر سوچے سمجھے نہیں بنایا : " اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اس میں ہے محض کھیل تماشے کے طور پر نہیں بنایا اس کو پوری حکمت اور منصوبہ بندی کے ساتھ حق کو پیش نظر رکھتے ہوئے پیدا کیا ۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔ "

(الدخان آیت ۳۵/۳۶)

اب ان لوگوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے جو اس کے ذکر و فکر میں محو رہتے ہیں اور صانع حقیقی کی مصنوعات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور وہ مظاہر فطرت کے ظاہری جلوؤں میں گم نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کے نقش و نگار کو دیکھ کر محو ہو جاتے ہیں ۔ بلکہ اپنے پورے شعور اور عقل سلیم کے ساتھ پکار اُٹھتے ہیں کہ یہ سب کچھ قادر مطلق نے بے کار یا بے مقصد نہیں بنایا ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

(آیت ۱۹۱ آل عمران)

Marfat.com

عموماً لوگ دنیا کی ظاہری دل کشی اور چمک دمک سے مرعوب ہو کر اصل حقائق کی طرف توجہ نہیں دیتے ان کی اس کمزوری اور کوتاہی کی نشاندہی کرتے ہوئے خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا۔

یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ تو یہ خدا اور اس کی باتوں کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔ (الجاثیہ آیت ۶) اس سلسلہ میں جب ہم حضور پرنور صلعم کی اس حدیث مبارک کا مطالعہ کرتے ہیں تو قرآنی اندازِ فکر و تدبر کی اہمیت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے "صحیفہ کائنات میں گھڑی بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

فکر و تدبر اور توحید

پروردگار عالم نے اپنی شہنشاہیت، حاکمیت اور وحدانیت کا جو دعوے کیا ہے اس کے لیے بھی دلیل یہ دی ہے کہ تمام کائنات جو ایک کھلی ہوئی کتاب ہے، اگر انسان اس کا بغور مطالعہ کرے تو اس کا ثبوت اسے خود بخود مل جائے گا یہ حقیقت ہے کہ آدمی جب فضائے آسمانی کی پہنائیوں کو دیکھتا ہے پہاڑوں کی بلندیوں اور ان میں مستور خزانوں کو نگاہ میں لاتا ہے۔ دریاؤں اور سمندروں کی منظر افروزیوں اور ان کی افادیت پر غور کرتا ہے پھلوں پھولوں، سبزیوں اور اناج کی پیداوار کے متعلق سوچتا ہے تو قادر مطلق کی ذات صفات اور توحید کا آپ سے آپ قائل ہو جاتا ہے۔ ارباب فکر و نظر کے ساتھ عجائبات عالم کیوں کر ہمکلام ہوتے ہیں اس بات کا اندازہ آپ ولیم شیکسپیئر کے اس قول سے لگا سکتے ہیں: یعنی آپ درختوں میں زبانیں، ندی نالوں میں کتابیں اور پتھروں میں مواعظ حسنہ پائیں گے:

فکر و تدبر اور تخلیق انسان

اللہ تعالےٰ کی خالقیت، ربوبیت اور حقانیت کو سمجھنے کے لیے جس چیز پر مزید زور دیا گیا ہے۔ وہ خود تخلیق انسان میں پوری طرح غور و خوض کرنا ہے قرآنی ہدایت ملاحظہ ہو۔ فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ترجمہ: تو انسان کو دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیسے پیدا ہوا۔

(سورۂ طارق آیت ۵)

ذرا خیال تو کیجئے کہ ایک حقیر سا نطفہ کیوں کر مکمل انسانی شکل اختیار کر گیا اس کی نہایت ہی پر پیچ

Marfat.com

مشینری کیسے کام کرنے لگ گئی اس کو حرکت میں لانے والی طاقت یعنی رُوح کہاں سے آئی. کیا یہ حقیقت نہیں کہ جسم کا ہر حصہ وہی کام کرتا ہے جس کے لیئے وہ مخصوص ہے آنکھ، ناک، کان، دل دماغ. خون پھیپھڑے معدہ، گردے. انتڑیاں سب ایک خاص نظام کے تحت مصروف عمل ہیں. ظاہر ہے اس میں انسان کے مختلف اعضاء کا اتنا عمل دخل نہیں ہے جتنا خالق کائنات کی قدرتوں اور حکمتوں کا اظہار نمایاں ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ انسانی ساخت پر اگر پوری سنجیدگی سے غور کیا جائے تو یہ ہماری کاوشوں کو ایک حقیقت پسندانہ رُخ اختیار کرنے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتا ہے.

فکر و تدبر اور خوراک انسانی

انسانی جسم و جان کے رشتہ کو قائم رکھنے کے لیئے چونکہ خوراک کا انتظام کرنا بھی ضروری تھا. انسان کو اپنی خوراک کی پیداوار اور اس کی فراہمی پر غور کرنے کی تلقین ان الفاظ میں کی گئی فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ترجمہ: تو انسان کو چاہیئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے (عبس آیت ۲۴) خوراک کی پیداوار اور اس کے حصول کا کام کوئی معمولی کام نہیں. رازق حقیقی نے ایسے تمام انتظام اور ضروری اسباب پہلے ہی فراہم کر دیئے جن کی مدد سے وہ اپنی غذا خود پیدا کرنے کے قابل ہوا. ذرا سوچیئے تو سہی، سمندروں سے بخارات کا اٹھانا، انہیں بادلوں کی شکل دینا ہواؤں کا انہیں اونچا اٹھانا، بارش کا برسنا اور بے آب و گیاہ زمینوں میں نئی زندگی کے آثار پیدا کرنا. یہ قدرت کے ہاتھوں کا کارنامہ ہی تو ہے جس نے تنکے کو اتنی طاقت جیسا کی کہ وہ زمین کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آیا. غلے، پھل اور سبزیاں اگائیں اس طرح انسان کو زندگی کی بقاء کا سامان میسر آیا. اہل نظر کہیں بھی ہوں انہیں مشاہدۂ حق کی جھلک ضرور نظر آ جاتی ہے. ایک مغربی مفکر مسٹر آئن سٹائن اپنے مشاہدات و تجربات کو بیان کرتے ہیں.

"وہ انسان جو کائنات پر تعجب کے لیئے ٹھہرتا نہیں اور اس پر خشیہ و تقوے کی کیفیت طاری نہیں ہوتی وہ مر چکا ہے. اور اس کی آنکھیں بصارت سے محروم ہو چکی ہیں": اس دانشور کی بصیرت کا یہ عالم ہے جیسے وہ مندرجہ ذیل قرآنی آیت کا ترجمانی کر رہا ہے. اور ہم اپنی غفلت پر حیرت کا اظہار کیئے بغیر نہیں رہ سکتے کیوں کہ ہم نے تو کائنات میں غور و فکر کرنا ہی چھوڑ دیا ہے. قرآنی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو.

کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت میں اور جو چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں ان پر نظر نہیں کی

Marfat.com

اور اس بات کا خیال نہیں کیا کہ عجب نہیں اُن کی موت کا وقت نزدیک پہنچ گیا ہو. تو اس کے بعد وہ اور کس بات پر ایمان لائیں گے:

(الاعراف آیت ۱۸۵)

فکر و تدبّر اور ظاہری قوت

اسلام ہمیں قوت، عزت اور عظمت دینا چاہتا ہے. فرمان الٰہی ہے وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (آل عمران آیت ۱۳۹)

ترجمہ: اور سست نہ ہونا اور غم نہ کرنا اگر تم مومن صادق ہو تو تم ہی غالب رہو گے.

خیال رہے کہ یہ سب چیزیں بغیر روحانی، مادی اور کائناتی علم حاصل کئے بغیر میسر نہیں آسکتیں دینیات کے علم کے ساتھ طبعیات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، سائنسی علوم اور ٹیکنالوجی میں مہارت حاصل کئے بغیر ہم نیابت الٰہی کے فرائض کما حقہ ادا نہیں کر سکتے. ہمارے لئے حکم ربانی ہے

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ (سورۃ الانفال - جزوی آیت - ٦)

ترجمہ: اور جہاں تک ہو سکے فوج کی جمعیت کے زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے مقابلے کے لئے مستعد رہو. تاکہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ہیبت بیٹھی رہے گی: ہمارے اسلاف نے اس حکم پر پوری طرح عمل کیا اس لئے وہ زمانے میں معزز اور کامیاب رہے جب سے مسلمانوں نے اس ہدایت الٰہی سے منہ موڑا وہ زوال پذیر ہوئے تعجب کی بات ہے کہ غیر مسلم اقوام اس پالیسی پر شعوری طور پر عمل کر کے ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شمار ہونے لگیں یہ بات خاص طور پر نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ امریکہ کے سابق وزیر خارجہ ڈاکٹر ہنری کسنجر نے جب کہ وہ ابھی پروفیسر کی حیثیت سے ایک یونیورسٹی میں کام کرتے تھے ایک دفاعی پالیسی تیار کی جس کا نام "ڈیٹرنٹ سٹرٹیجی" رکھا گیا اور وہ اس کے خالق تصور کئے جاتے ہیں. ان کا فلسفہ یہ تھا کہ دفاعی قوت اتنی بڑھائی جائے کہ دشمن طاقتیں صرف اس کے خوف سے جارحیت کے ارتکاب کی جرأت نہ کر سکیں. بات بالکل واضح ہے کیا مسلمانوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ نہیں ہے؛

Marfat.com

اس سلسلہ میں ایک اور قرآنی حکم کے متعلق ذکر ضروری ہے۔ آیت میں لوہے کی افادیت اور قوت کو زیر بحث لایا گیا ہے اس پر غور کرنے اور اس کو استعمال میں لانے کی حکمت بیان کی گئی ہے اس میں صاف اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اللہ تعالےٰ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ لوہے سے قوت حاصل کر کے بن دیکھے خدا اور اس کے رسولوں کی کون لوگ مدد کرنے کے لیئے تیار ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو کھلے بندوں طاقت ور بننے کی صاف صاف الفاظ میں تلقین کی گئی ہے غور فرمائیں کہ موجودہ دور میں مغربی اقوام کی سربلندی اور خوشحالی کا راز اسی میں ہے کہ انہوں نے قومی تعمیر کے لیئے معدنیات، بجلی پٹرول، فولاد اور دیگر قوت بخش اشیاء سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا اور اپنی قوم کو مضبوط بنانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے مزید برآں مغربی مفکرین اور اہل علم حضرات کے ذوق جستجو کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ کی ایک جامعہ علوم نباتات کے بڑے دروازے پر یہ روح افزاء الفاظ لکھے ہوئے ہیں

(اردو ترجمہ)

"اے رب کریم میری آنکھیں کھول دے تاکہ میں عجائبات تکوین کا تماشا کر سکوں۔ ان حقائق کی روشنی میں اگر اب بھی مسلمان مناسب فکر و تدبر سے کام نہ لیں تو یہ ان کے لیئے بہت بڑا المیہ ہوگا۔

فکر و تدبّر اور باطنی ترقی

اسلام ہمیں بیک وقت مادی اور روحانی ترقی کی تعلیم دیتا ہے ہر شعبہ زندگی میں بنیادی اور ضروری ہدایات فراہم کرتا ہے قرآن پاک متعدد مقامات پر انسانی قلب و ذہن کو جھنجھوڑتا ہے خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے لیکن یہ ہماری کوتاہ اندیشی ہے کہ ہم عقل و فکر کو مذہبی معاملات میں بالکل بے کار سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اسی عقل کو قرآن حکیم "افلا یعقلون" اور "افلا یتدبرون" کے تازیانے لگا لگا کر بیدار رکھنے کا اہتمام کرتا ہے۔ عقل بیدار کی پیہم دستک سے قلب بھی بیدار ہو جاتا ہے۔

مولانا روم نے صوفی کی واردات کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس طرح ایک شکاری جب ہرن کے شکار کے لیئے نکلتا ہے تو سب سے پہلے ہرن کے قدموں کے نشانات اس کی رہبری کرتے ہیں اسی طرح جب وہ چلتے چلتے ہرن کے قریب پہنچ جاتا ہے تو نافہ کی خوشبو اس کی راہنمائی کرنے لگتی ہے ایک

Marfat.com

صوفی بھی مظاہر کائنات کے مطالعہ سے اللہ تعالےٰ کی نشانیاں معلوم کرتے کرتے رفتہ رفتہ ایک ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اللہ تعالےٰ کے قرب کو اپنے جذبات اور احساسات میں محسوس کرنے لگتا ہے یہی تحقیق اس کے قلب کی تربیت کچھ اس انداز سے کرتی ہے کہ بالآخر اس کے اندر معرفت الٰہی کا داعیہ بیدار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ طالب اپنے مطلوب کو پا لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے ۔

فکر و تدبّر اور علامہ اقبالؒ

حکیم الامت شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے قوم کی فکری تربیت میں بہت ہی اہم رول ادا کیا ہے انہوں نے سوچ کے دھاروں کی صحیح سمت متعین کرنے میں بڑی مدد دی ہے ۔ غور و فکر کرنے کی عادت کو اسلامی تعلیمات کے تابع رکھنے کی پر زور تلقین کی ہے عالم فطرت کو حقیقت قرار دے کر اس کی تسخیر اور اس پر غلبے نے انسان کے اندر ایک تازہ یقین اور فضیلت کا ایک نیا احساس پیدا کر دیا ہے ۔ ان کے خیال میں جب ادراکِ قلبی اور انکشافات خارجی میں ایک ارتباط پیدا کیا جائے تو یہ قلب انسانی ہی ہے جو مادیاتی قوتوں سے برتر روحانی قوتوں یا حقیقت مطلقہ کے ساتھ اتصال کا باعث بن سکتا ہے ۔

جہاں تک خالصتاً مادی نقطۂ نگاہ سے کائنات میں فکر و تدبر کرنے کا تعلق ہے اس میں اگر معاشرتی اور اخلاقی اقدار کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے تو اس کے خطرناک منفی نتائج برآمد ہوں گے غلط سوچ اور غلط استعمال سے ایسی قوتیں جو بنی نوع انسان کے لیے بہتر اور مفید ثابت ہو سکتی تھیں ۔ پہلے بھی ان کے بد اثرات سامنے آ چکے ہیں اور آئندہ بھی آنے کی توقع کی جا سکتی ہے اسی قسم کی ہولناکی اور سفاکی کی ایک جھلک دنیا نے ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی میں بھی دیکھی ہے مزید تلخ تجربات سے بچنے کے لیے حضرت علامہ اقبالؒ تمام اہل عالم کو مثبت سوچ کا طریقہ اور اس میں جائز آزادی کی حدود کی نشاندہی ان الفاظ میں کرتے ہیں ۔

آزادی افکار سے ہے ان کی تباہی — رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار — انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

نتائج فکر و تدبر

اگر ہم فکر و تدبر کے قرآنی اسلوب کو پیشِ نظر رکھیں اور سوچ وبچار کی صحیح سمت کا سراغ لگا لیں تو یہ ہمارے

Marfat.com

لئے خوش بختی اور کامیابی کا باعث ہوگا۔ اسلام کسی بات کو بغیر حجت و دلیل کے ماننے پر مجبور نہیں کرتا بلکہ بار بار فکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے تاکہ آدمی حق و ناحق، صحیح اور غلط اور خیر و شر میں پورے شعور اور بصیرت کے ساتھ تمیز کرے۔ دُنیا کے ظلمت کدہ میں اُجالا پھیلائے اور فرمان الٰہی کے مطابق دینِ اسلام کو دُوسرے ادیانِ عالم پر غالب کرنے کے لیے کوشاں رہے۔

جناب رسُول مقبُول صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں بنی نوع انسان کی بطریق احسن اور عملاً راہنمائی فرمائی۔ لہٰذا ہمارے لیے لازمی ہے کہ ہم بھی زندگی کے مختلف شعبوں میں ہم آہنگی پیدا کریں توحید کو اپنی سوچ کا محور و مرکز بنائیں اور قرآن کی پُکار پر لبیک کہیں۔ فرمانِ ربّانی ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ○

ترجمہ: (کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ یا اُن کے دِلوں پر قفل لگ رہے ہوں)

(سُورۃ محمد آیت ۲۴)

دُعا کریں۔ غفلت اور جہالت کے جو تالے ہمارے دِلوں پر لگ چکے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں کھول دے۔ قرآن پاک پڑھنے کی توفیق دے۔ اسے سمجھنے کے لئے بصیرت عطا فرمائے۔ اس پر عمل کرنے کے لیے ہمت اور استقامت بخشے۔

(آمین ثم آمین)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری • اک فقر سے مٹی میں خاصیت اکسیری

اقبالؒ

مقامِ فقر

حقیقتِ فقر

مردانِ حق آگاہ کے نزدیک فقر کا مقام بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہے۔ اس کی فضیلت و اہمیّت کو سمجھنا تکمیل ذات اور اصل مقصدِ حیات کے حصول کے لیے اشد ضروری ہے۔

خیال رہے صُوفیاء کا فقر اسلامی فقر ہے۔ یہ رُہبانیّت، عیسائیت اور بُدھ مت سے بالکل مختلف ہے۔ یہ ترک دنیا کی ہرگز تعلیم نہیں دیتا اور نہ ہی رُہبانیّت کی تلقین کرتا ہے۔ یہ فقر دین کی حفاظت اور قوّتِ ایمان حاصل کرنے کے لیے ہے، غیر متزلزل یقین عطا کرتا ہے، نیک عمل کرنے پر اُکساتا ہے، سالک کو سخت کوشی و شعلہ نوشی پر آمادہ کرتا ہے۔ روشن ضمیری میں اضافہ کرنے کا مُوجب بنتا ہے۔ خود شناسی اور خُداشناسی میں مدد دیتا ہے غیر اللہ کی غلامی سے نجات دلاتا ہے۔

سرچشمۂ فقر

فقر کی ابتداء اور اُس کے پس منظر کو جاننے کے لیے ہم پر لازم ہے کہ ہم تعلیمات قرآن حکیم، سیرتِ رُسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم، صحابہ کرام، صوفیاءِ عظام اور اہل علم

Marfat.com

حضرات کی حیات و اقوال سے راہنمائی حاصل کریں۔

قرآن مجید کی سورۃ بقرہ آیت ۲۷۳ کے آغاز ہی میں لفظ "فقرا" کا استعمال ایسے لوگوں کی نشاندہی کرتا ہے جو اللہ کی راہ میں لگے ہوئے ہیں اور کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں کرتے اس میں اُن کی خودداری اور بے نیازی کی جھلک موجود ہے' دُوسرے مقام پر ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

"یَا اَیُّہَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ہُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ"

اس کے عمومی مفہوم کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو اس کا مرکزی خیال بھی قریب قریب وھی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "الفقر فخری" فقر میرے لیے باعث فخر ہے۔ حضرت شیخ سید علی ہجویری داتا گنج بخشؒ نے اپنی تصنیف کشف المحجوب میں حضرت جنید بغدادیؒ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ صوفیاء کے نزدیک فقر کا اعلےٰ ترین مقام ذاتِ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتا ہے" شیخ المشائخ ابُوالقاسم جنیدؒ بن محمد الجنیدؒ نے فرمایا۔" کہ فقر قلب کو جملہ اشکال سے خالی کرنے کا نام ہے۔

علّامہ اقبالؒ اور فقر

فقر کی عظمت و فضیلت' اس کے کمالات و اوصاف کو سمجھنے کے لیے حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کے کلام سے قابلِ تحسین حدتک راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اُن کے نزدیک فقر ایک قلبی صفت' دلی کیفیت اور غنائے نفس کا نام ہے۔ علامہ موصوف کے اقوال کے مطابق جو فقر مسکینی و دلگیری، ذلّت و نکبت، غلامی و محکومی کا باعث بنے وہ فقر درکار نہیں بلکہ ایسے فقر کی طلب کرنی چاہیئے جس میں مُشتِ خاک سے کیمیا پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہو اور ایک خاکی انسان کو بوئے اسداللہی، خوئے کلیم اللہی، اعجاز مسیحانہ اور اطوار کریمانہ سے سرفراز کردے۔

حقیقی تصوّرِ فقر

اس مختصر تحقیق کے نتیجہ میں فقر کا جو تصوّر اُبھر کر سامنے آتا ہے وہ کچھ اس قسم

Marfat.com

کا ہے۔

"اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی ذات کے سوا تمام چیزوں سے دِل کو فارغ رکھیں، ہمیشہ اسی قادرِ مطلق کو اپنا دوست بنائیں۔ اِس کے سوا کسی کو اپنا مددگار اور کارساز نہ سمجھیں۔ ربّ کریم کی نعمتوں سے خود بھی فائدہ اُٹھائیں اور دُوسروں کی خیر خواہی اور بھلائی کو بھی مدِّنظر رکھیں۔ شکر و ثنا اور صبر کرنے والوں میں شامل رہیں، غنی اِس درجہ ہوں کہ اگر آپ کے فقر کے ترازُو کے پلڑے میں دونوں جہاں ڈال دیئے جائیں تو مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہو سکیں۔"

یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیئے کہ اکثر و بیشتر اولیاء کرام اور صُوفیائے عظام حضرت گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ غریب نوازؒ، حضرت قطب الدّین بختیارؒ حضرت بہاؤ الدّین ذکریا ملتانیؒ، حضرت بابا فریدالدّین گنج شکرؒ، اور حضرت امام بری سرکارؒ ایسے ہو گزرے ہیں جن کا شمار جید علماءِ دین، مفسرین، مُحدثین اور مفکرین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے بھی فقر کی اہمیت اور افادیّت کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے مسلسل کوشش کی۔ اور بالفعل اپنی عملی زندگی میں اس کی شہادت پیش کی اور متعدّد گرانقدر تصانیف سے علمی سرمایہ میں بیش بہا اضافہ کیا۔

حفاظتِ فقر

اصحابِ فقر کے لیے فقر کی کھیتی کی حفاظت کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسے ایک کاشت کار اپنے کھیت کو ضرر رساں اثرات سے بچانے کے لیے ہر وقت چوکس رہتا ہے اور ہر مرحلہ پر اس کی نشو ونما کی مناسب نگہداشت کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حق و باطل میں ہمیشہ سے کش مکش چلی آرہی ہے۔ مگر موجودہ دور میں اس میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ مادہ پرستانہ افکار کے علم برداروں اور فکر ملوکانہ کے پرستاروں نے عصرِ حاضر میں ذرائع ابلاغ کی فراوانی اور وسائل رسل و رسائل میں آسانی سے بھرپُور فائدہ اُٹھایا ہے ایک سوچے سمجھے منصُوبہ کے تحت حق اور باطل کو آپس میں اس طور سے گڈ مڈ کر دیا جاتا ہے کہ لوگ اصل حقیقت کو سمجھنے سے بالکل قاصر ہو جاتے ہیں۔ غیر اخلاقی

Marfat.com

اور غیر انسانی اقدار و نظریات کی تشہیر اس انداز سے کی جاتی ہے جس سے لوگوں کے دلوں کے اندر شکوک و شبہات کے سیلاب کی سی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح اُن کے مسلمہ اصول اور مصدقہ عقائد سیلاب کی طوفانی لہروں کی نظر ہو جاتے ہیں. صحیح سوچ کو مفلوج کر کے اُن کو متاعِ یقین سے محروم کر دیا جاتا ہے جن مقدس ہستیوں کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے. انہوں نے ہر دور میں طاغوتی قوتوں کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے کے لیے حتی المقدور جدوجہد کی. اگرچہ یہ کوششیں اب بھی جاری ہیں لیکن موجودہ حالات و واقعات کی سنگینی کا زبردست تقاضا ہے کہ ان کوششوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا جائے.

خُدّام الفقراء

انجمن خُدّام الفقراء کے مقاصد میں سے ایک اساسی مقصد یہ بھی ہے کہ قرآنی تعلیمات کو عام کیا جائے. مُسلمانوں کے دِلوں میں قرآن خوانی اور قرآن فہمی کا شوق پیدا کیا جائے زندہ خُدا کے زندہ کلام کو زندہ طریقے سے زندہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے. تا آنکہ اصُولِ توحید، اتباعِ رسُولؐ اور آخرت پر مضبوط یقین، ان کو نیک عمل کرنے کے لیے قوّتِ محرکہ فراہم کرے اور "فقر غیور" سے لیس ہو کر وہ مخالف قوتوں کو نیچا دکھانے کے قابل ہو سکیں. آخر میں اس ناچیز کی دِلی دُعا ہے.

"اللہ کرے تجھ کو عطا فقر کی تلوار"

اقبالؒ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنیکا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تاکہ رستگاری پاؤ۔

مقامِ تصوّف

اسلامی نظریۂ تصوّف

تصوّف کی غرض و غایت ہمیشہ سے قربِ ذاتِ الٰہی کا حصول رہی ہے۔ راہِ تصوف یا راہ سلوک دراصل اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے نزدیک تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کا ایک مخصوص طریقہ رہا ہے اس طور پر عبادات، ریاضات اور مجاہدات میں مشغول ہونے سے قلب نہ صرف کدورتوں اور آلائشوں سے پاک ہوتا ہے بلکہ حق تعالےٰ کی سچی فرمانبرداری اور رسول اکرم صلعم کی کلی اطاعت کا جذبہ اور شوق سالک کے دل میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ استغنا، توکل، فقر و قناعت، ذکر و فکر اور ایثار جیسے اوصاف صوفی کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں، عبد اور معبود کے درمیان جو پردے حائل ہوتے ہیں، آہستہ آہستہ سب اٹھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ روحِ انسانی اپنے کمال تک پہنچ جاتی ہے۔

تصوّف اور باطنی اشغال

اگرچہ صوفی باطنی اشغال میں اس لیئے مشغول ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پوری طرح

Marfat.com

اطاعت کرے۔ تاہم وہ ذاتِ باری تعالیٰ کو عقل کے ذریعے جاننے پر اکتفا نہیں کرتا۔ وہ تو خدا کو اپنے اندر محسوس کرنا چاہتا ہے۔ وہ چشمِ دل سے اُسے دیکھنا چاہتا ہے وہ اس کے ساتھ ہمیشہ ربط و ضبط کا خواہشمند رہتا ہے اور اس کے قرب کا سدا طلب گار ہے سالک چونکہ نورِ حقیقت کی روشنی سے دیکھتا ہے اس لیے اس کی سوچ بھی نورانی ہو جاتی ہے اور اس کے نتیجہ میں جو واردات اس کے قلب پر وارد ہوتی ہے اور جو لذت وہ محسوس کرتا ہے اسے الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔

البتہ اس پُر کیف کیفیت کی ہلکی سی جھلک علامہ اقبالؒ کے مندرجہ ذیل شعر میں پائی جاتی ہے۔

شوق میری لے میں ہے شوق میری نے میں ہے
نغمۂ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے۔

اسلامی تصوّف کی بنیاد

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تصوّف کی بنیاد قرآن پاک کی تعلیمات احادیث نبویؐ، سیرتِ رسول پاک صلعم، صحابہ کرامؓ کی پاک زندگیوں تابعین و تبع تابعین کی پاکیزہ مثالوں اور صالحین کے صالح کردار اور ان کی زندگی کے عملی نمونوں پر استوار ہے۔ صوفیائے کرام کی مستند تواریخ و سوانح حیات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کسی سچے صوفی نے کبھی حدود شریعہ سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی ترک دنیا ترک اسباب ترک عمل کو اپنا شعار بنایا۔ بلکہ معاشرتی میل جول کو اس حد تک قائم رکھا جس سے فرض تبلیغ اور خدمت خلق کی ذمہ داری بطریق احسن نبھائی جا سکے اس سلسلہ میں قرآن حکیم یوں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔

وَاَطِیْعُ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ

ترجمہ: اور خدا اور اس کے رسُول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

اس ارشادِ ربانی سے نہ صرف ایک ہمہ گیر اسلامی اصول کی نشاندہی ہوتی ہے بلکہ اس کی رحمت کے دروازے کھلنے کی کلید کا بھی پتہ چلتا ہے۔

تصوّف اور عشقِ رسُول صلعم

تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اولیائے کرام اور صوفیائے

Marfat.com

عظام کے فکر و فلسفہ کا محور و مرکز اور اُن کی تعلیم و تلقین و ترغیب کا سب سے بڑا ہدف لوگوں کے دلوں میں جذبۂ عشقِ رسولؐ کو راسخ کرنا تھا، اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ محبت الٰہی اور محبت رسولؐ کی انتہائی کیفیت کا نام عشق ہے۔ دنیائے تصوف میں عشق کو بڑی اہمیت حاصل ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں

ہر کہ عشقِ مصطفٰے سامان اُوست

بحر و بر در گوشۂ دامان اُوست

راہِ تصوف میں روحانی ارتقاء کے مدارج و منازل اور سلوک کی راہیں کامیابی سے طے کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ سالک عشق الٰہی اور محبت رسولؐ سے سرشار ہو اور ہر قسم کے حرص ہوا اور جملہ عیوب سے پاک ہو۔

آغاز اصطلاح تصوف

جناب رسولِ پاک صلعم کے زمانے میں نہ کسی کو صوفی، نہ عالم، نہ حافظ، نہ قاری، نہ فقیہہ، نہ محدث نہ مفسر کہا جاتا تھا۔ البتہ سب سے بڑا وصف صحابی ہونا ہی سمجھا جاتا تھا اس کے بعد تابعی اور پھر تبع تابعین ہونا باعث شرف تھا۔ پہلی صدی ہجری تک تصوف کا اصطلاحی مسلک واضح اور متعین نہیں ہوا تھا البتہ دوسری صدی ہجری میں اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ جیسے جیسے حالات بدلتے رہے تقسیم عمل کی بھی ضرورت پیش آئی۔ حکمرانوں نے نظم و نسق سنبھال لیا اور اہل علم اور ارباب تقویٰ نے روحانی اور اخلاقی تربیت کو اپنے ذمے لے لیا۔ ابتداء میں ان کے درمیان زیادہ بُعد نہ تھا لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بھی دونوں طبقات عجمی خیالات وافکار کی زد سے نہ بچ سکے یہیں سے لفظ تصوف اور صوفی کی ابتداء ہوئی۔ غالب خیال یہی ہے کہ یہ الفاظ۔ لفظ صفا سے مشتق ہیں اور ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر لفظ صوفی اور لفظ تصوف کو استعمال میں لایا گیا۔ خیال رہے کہ اسلامی راہِ تصوف کا تعلق نہ تو "تھیوسوفی" سے ہے اور نہ ہی فلسفہ سے اسلامی تعلیمات کی رُو سے اسے راہ سلوک کہنا زیادہ بہتر ہے۔

علم تصوف اور پہلا صوفی

جابر بن حیان کی تحقیق کے مطابق پہلا صوفی عثمان بن شنارک کوفی تھا پھر اُن کے ہمعصر ابراہیم بن

Marfat.com

ادھم تھے سرزمین ایران میں سب سے پہلے عبداللہ بن المبارک کا نام آتا ہے جب خلفائے عباسیہ کے دور میں بغداد تصوف کا مرکز بنا تو یہاں پر ہندوستانی، یونانی، ایرانی، عربی اور عجمی نظریات کو ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کا بے روک ٹوک موقع ملا تو پھر لفظ تصوف محض اصطلاح نہ رہی بلکہ اس نے علم کی ایک باقاعدہ اہم شاخ کا روپ دھار لیا اس امر کی تصدیق یوں بھی ہوتی ہے کہ لندن کی سب سے بڑی لائبریری برٹش میوزیم میں نظام تصوف پر وسیع لٹریچر موجود ہے۔

تصوف اور خانقاہی نظام

شروع شروع میں اسلامی نظام تصوف اور خانقاہی نظام تربیت میں کوئی فرق نہ تھا۔ ازاں بعد جب فتوحات اسلامیہ نے وسعت اختیار کی تو مسلمانوں کو غیر مسلم قوموں سے ملنے جلنے اور ان کے ساتھ رہنے سہنے کا اتفاق ہوا جن کی شناخت اور ثقافت الگ تھی۔ تہذیب اور اصول جداگانہ تھے۔ نئے نئے مذہب اور نئے نئے عقائد سے دوچار ہونا پڑا اس طرح غیر اسلامی عقائد اور نظریات نے مسلمانوں کی روزمرہ زندگی پر آہستہ آہستہ اثر انداز ہونا شروع کر دیا جس سے ترک دنیا کے رجحان کو فروغ ملا۔ ملت اسلامیہ کو اس خیال سے بہت ضعف پہنچا۔

تصوف اور راہبانہ طرزِ فکر

پہلے پہل عیسائی راہبوں کی طرزِ زندگی اور اس وقت کے لوگوں کے مزاج اور ماحول کے مطابق راہبانہ فکری انداز کو بہت عروج حاصل ہوا ایک عرصہ گزرنے کے بعد عیسائی راہبوں کی تقلید میں سب سے پہلے شام میں چند صوفیوں نے بھی خلوت خانوں کے طور پر خانقاہیں تعمیر کرائیں ایسی جگہوں پر عبادت۔ ریاضت۔ ذکر و فکر اور رشد و ہدایت جیسے مشاغل جاری رہے کسی حد تک ان کے تقدس کو برقرار رکھنے کی کوششیں بھی کی گئیں۔ بعد میں جب اسلامی تعلیم کے نقوش دھندلے پڑنے لگے اور عالم اسلام سیاسی و تہذیبی انحطاط کا شکار ہو گیا تو یہود و انصاریٰ نے نہایت ہی چابکدستی سے کام لیا اور خفیہ طور پر جعلی اور مصنوعی قسم کے روحانی ادارے قائم کرانے میں کامیاب ہو گئے ان کی جڑوں کو مضبوط کرنے والے ہمارے ہی کچھ مسلمان بھائی تھے جو ہوسِ زر اور دنیاوی جاہ و حشمت

Marfat.com

کے شکار ہوکر غیر ملکی حکمرانوں کی سیاسی مصلحتوں کے آلۂ کار بنے اور عوام کو گمراہی کی غاروں میں دھکیلتے رہے یہ حقیقت ہے کہ اب بھی کہیں کہیں ایسے آثار پائے جاتے ہیں جس سے قوم کو بے عملی کی راہ دکھائی جارہی ہے مردانِ حق آگاہ اور علمائے دین کا فرض ہے کہ اس مقدس نظام کو ہر قسم کی آلائشوں اور آلودگیوں سے پاک صاف رکھنے کے لیے اپنی اصلاحی کوششیں جاری رکھیں۔

تصوّف اور اقوالِ صوفیائے عظام

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں۔ علم شریعت اور علم طریقت دونوں ایک دوسرے کی تکمیل کے لیے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے پیروی سنتؐ کرتے رہو اور راہِ بدعت اختیار نہ کرو اطاعت کرو اور دائرہ اطاعت سے باہر نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں اس تصوف کو جس کا نصب العین شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو عین اسلام جانتا ہوں۔

حضرت رابعہ بصریؒ نے دنیائے تصوف میں حبِ الٰہی کی ایک بے مثال تشریح کی ہے اور مناجات کی شکل میں رب کریم سے التجا کی اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو تو مجھے نارِ جہنم کا لقمہ بنا دے اگر میں تیری عبادت جنت کے لالچ میں کرتی ہوں تو تو مجھے اس سے ہمیشہ کے لیے محروم کر دے اور اگر میں صرف تجھے تیری ذات سے تیرے لیے محبت کرتی ہوں تو اے میرے مولا مجھے اپنے جمالِ ازلی سے محروم نہ کیجیو۔

حضرت حسن بصریؒ نے زہد کے بارے میں فرمایا۔ جو دنیا میں اس طرح رہا کہ اس سے بغض اور نفرت رکھتا رہا وہ خود بھی کامیاب ہوا اور اس نے دنیا کو بھی سعادت عطا کی جو دنیا میں اس طرح رہا کہ اس کی محبت میں مست اور بے خود ہو گیا اس نے اپنے تیئں بھی نقصان پہنچایا اور دنیا کے کام بھی نہ آیا۔

حضرت نظام الدین اولیاء کا قول ہے: ترک دنیا کے یہ معنی نہیں کہ کوئی اپنے آپ کو ننگا کرے اور لنگوٹہ باندھ کر بیٹھ جائے بلکہ ترک دنیا یہ ہے کہ لباس بھی پہنے اور کھائے بھی اور حلال کی جو چیز پہنچے اسے روا رکھے لیکن اس کے جمع کرنے کی طرف رغبت نہ کرے اور دل کو اس سے نہ لگائے۔

Marfat.com

مقصد کلام یہ ہے کہ انسان اگر اپنی ذات کی تکمیل چاہتا ہے تو محض اس دنیا کی رنگینیوں میں ہی نہ کھو جائے بلکہ اس کی دلی وابستگی اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہونی چاہیے اور رسول پاک کی پیروی کرنے کے لیے ہمہ وقت آمادہ اور خوش دلی کا اظہار کرے بقول علامہ اقبالؒ ۔

مقام خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دل بند و راہ مصطفےٰ رو

تصوف اور مغربی فکر

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اب میں آپ کو ایک مشہور مغربی مفکر پروفیسر ایچ اے گب کے خیالات پیش کرتا ہوں جن کا ذکر اس نے اپنی کتاب اسلامک کلچر صفحہ ۲۶۵ میں کیا ہے۔ بیان بالکل واضح ہے تبصرے کی ضرورت نہیں ۔

تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع آئے ہیں کہ اسلام کے کلچر کا شدت سے مقابلہ کیا گیا لیکن بایں ہمہ وہ مغلوب نہ ہو سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء کا انداز فکر فوراً اس کی مدد کو آجاتا اور اس کو اتنی قوت و توانائی بخش دیتا کہ کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہ کر سکتی

تصوف اور نتائج فکر

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ عالم اسلام بارہا سیاسی تغیرات سے دوچار ہوا۔ اس کا مذہبی اور روحانی نظام اختلاط کا شکار ضرور رہا۔ مگر اس میں زندگی کے آثار ہمیشہ برقرار رہے اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور روحانی تربیت سے مسلمانوں کے دلوں میں چراغ مصطفےٰ کو روشن رکھا۔ آج بھی صدیاں گزر جانے کے بعد جب بڑی بڑی سلطنتیں مٹ گئیں اور بڑے بڑے نامور سلاطین کے نام و نشان نہ رہے۔ اب بھی ان مردانِ حق کا نام زندہ و پائندہ ہے ان کا فیض عام جاری ہے اور یہ فیض رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔

دراصل اللہ تعالیٰ کا ذکر کثیر نظامِ تصوف کا جزو کبیر ہے یہ ذکر کثیر وہ اکسیر ہے جس سے انسان نہ صرف خود شناس ہو جاتا ہے بلکہ اُسے معرفت الٰہی بھی حاصل ہو جاتی ہے جو حق تعالیٰ سے شدید محبت کا

Marfat.com

نشان ہے۔ بندۂ مومن کا یہ امتیاز اُس کے اعمال میں خلوص پیدا کرتا ہے جس کی وجہ اس کا ہر کام صرف اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے ہوتا ہے۔ خدا سے قریب ترین ہونے کا یہ موثر ترین ذریعہ ہے۔

عاجزانہ دُعا ہے کہ رب کریم!
اس شمع تصوف کو فروزاں رکھنے کے لیئے ہمارے سینوں کو اپنے نور اور محبت رسُولؐ سے معمور کر دے۔ آمین

دِل میں ہو سوزِ محبّت کا وہ چھوٹا سا شرر
نُور سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر
شاہدِ قدرت کا آئینہ ہو دِل میرا نہ ہو
سر میں جُز ہمدردیٔ اِنساں کوئی سودا نہ ہو

Marfat.com

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ — نئے صبح و شام ---- پیدا کر
خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھکو
سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر
مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اوّلیں ہے عشق — عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات

مقامِ عشق

تصورِ عشق

عام طور پر جب عشق کا ذکر آتا ہے تو فوراً ہی ہمارے ذہنوں میں محبت کے بے پایاں ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کا تصور ابھرتا ہے بات دراصل یہ ہے کہ محبت جب شدید اور قوی تر ہو جاتی ہے تو اسے عشق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ بھی خیال رہے کہ قرآن پاک اور حدیث مبارکہ میں عشق کی اصطلاح کہیں بھی موجود نہیں۔ البتہ عشق کے مفہوم میں وسعت اور جامعیت کے حوالے سے یہ لفظ تصوف اور ادبیات میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ وجہ صاف ظاہر ہے وہ یہ کہ اس لفظ کے پس منظر میں جو حقیقی روح کارفرما ہے اس کو سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے اور سمجھانے میں بھی دقت محسوس نہیں ہوتی

تعریفِ عشق

حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی فرماتے ہیں قرآن مجید میں عشق کو فرطِ محبت سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت امام غزالیؒ نے عشق و محبت کی اس طرح تعریف کی ہے کہ محبت طبیعت کا میلان ہے ایسی شے کی طرف جس سے لذت حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ میلان طبیعت پختہ اور قوی تر ہو جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔

حضرت علامہ اقبال نے اسی جذبہ عشق کو "مرشد اولیں" کہا ہے۔ یہ اس لیے کہ اس لفظ میں جو

Marfat.com

حکمت ہے۔ جو راز ہے۔ ان کی دور رس نگاہ سے اوجھل نہ رہ سکا۔ اس جذبہ عشق کی حقیقت ان پر پوری طرح واضح ہو چکی تھی۔ عشق کی بے پناہ توانائیوں اور اس میں مخفی قوت محرکہ کا انکو پورا پورا احساس تھا۔ وہ خوب سمجھتے تھے کہ عشق کو مرشد اولیں تسلیم کرنے سے ہی ظاہری اور باطنی تطہیر ممکن ہو سکتی ہے اور اس کے کرشموں سے مستفید ہوا جا سکتا ہے۔ اسی لیے انہوں نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشدِ اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات

پروازِ عشق

علامہ موصوف کو اس حقیقت کا ادراک اس وقت ہوا جب کہ ان کا شعور پختگی کی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔ جیسا کہ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ فکر و فلسفہ کی غرض و غایت ہی حقائق کی تلاش ہے چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے مختلف ذرائع سے تحقیق و جستجو کے اس کام کے لیے سالہا سال تک اپنی جدوجہد جاری رکھی قرآن اور حدیث کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ صوفیاء اور مذہبی مفکرین سے استفادہ کیا۔ مشرق اور مغرب کے فلسفیانہ افکار کی چھان پھٹک کی۔ ماہرین نفسیات کے تجربوں اور تجزیوں سے فائدہ اٹھایا۔ سائنسی اور ٹیکنیکی انکشافات کی روشنی میں نئی سوچ کی نئی راہوں کو متعین کیا۔ اور یوں اس نتیجہ پر پہنچے کہ اصل حقیقت کا ادراک وجدان اور ایمان کے ذریعے ہو سکتا ہے محض عقل کے ذریعے سے نہیں عقل کو انہوں نے "چراغ راہ" کی حد تک تو تسلیم کیا ہے۔ لیکن منزل مراد کی انتہائی بلندیوں تک پوری کامیابی کے ساتھ رسائی حاصل کرنے کے لیے ان کا اس بات پر پختہ یقین تھا کہ مطلوبہ طاقت پرواز" کی ضرورت کو عشق کے پر لگا کر ہی پورا کیا جا سکتا ہے

تمنائے عشق

انسانی فطرت کا یہ ایک مستقل خاصہ ہے جس کی وجہ سے انسان چاہتا ہے کہ وہ کسی ایسی محبوب ہستی سے محبت کرے جس میں تمام صفات حسنہ بدرجہ کمال موجود ہوں۔ ہمیں اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ ہر آدمی کے اندر اللہ تعالےٰ کی طرف سے پھونکی ہوئی روح میں ایک رُوحِ رَواں موجود

Marfat.com

ہے۔ دراصل یہ خدا کے جمال کا ایک ہلکا سا عکس ہے۔ روح کی طلب یہ ہے کہ وہ جمال حقیقی کی جستجو کرے اپنے دل میں خدا کا جمال زیادہ سے زیادہ بساتا چلا جائے جب آہستہ آہستہ یہ طلب ایک شدید خواہش کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو یہی جذبہ پھر محبت کا روپ اختیار کر لیتا ہے یا یوں کہنا چاہیئے کہ انسان اپنے محبوب کے ساتھ شدید محبت یا عشق کرنے لگتا ہے۔ یہاں یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ تمام اچھی صفات و کمالات کا مرکز و محور چونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ اس لیئے محبت کرنے کے لائق اگر کوئی ہے تو وہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہستی ہی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ، البقرہ ، ترجمہ ، ایمان والے اللہ تعالےٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔

منتہے عشق

عشق و محبت کی انتہائی منزل تک پہنچنے کے لیئے کامیاب وسیلہ کی نشاندہی خود رب العزت نے یوں کی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ (اے رسول تو فرمادے۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو اس طرح اللہ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔ (آلِ عمران)

معلوم ہوا کہ شہ لولاک اور صاحب معراج سے عشق و محبت ہی عشق الہٰی کی کسوٹی ہے مندرجہ بالا آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگر تم یہ دعوے کرتے ہو کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کرتے ہو تو اللہ تعالےٰ کے رسولؐ کا اتباع کامل اختیار کرو جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ علامہ اقبال اس کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

Marfat.com

تکمیلِ عشق

فکرِ اقبال کی روشنی میں عشق کی تکمیل پانچ عناصر سے ہوتی ہے جس میں یقین، حضوری، اخلاص، عمل اور فقر شامل ہیں۔ تاریخ میں تو بے شمار ایسی پاکیزہ ہستیوں کا ذکر ملتا ہے جنہوں نے عشق کی وادی میں قدم رکھا اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اس وقت چند ایسی ممتاز شخصیتوں کا ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا جن میں مطلوبہ تمام صفات پائے گئے مگر ان میں سے ہر ایک کی ایک انفرادی خوبی خاص طور پر ان کی شخصیت کی پہچان کا نشان بن گئی۔ مثال کے طور پر عرض ہے۔

"مظہرِ یقین"

حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت، وحدانیت، خالقیت اور ربوبیت پر پختہ یقین تھا یہی وجہ تھی کہ جب ان کو کٹھن آزمائشوں سے گزرنا پڑا تو ان کے پائے استقامت میں کہیں بھی لغزش نہ آئی۔ تعلق باللہ اور رضائے الٰہی کی شدید خواہش نے جب عشق کی صورت اختیار کرلی تو ان کے اندر اس قدر یقین پیدا ہوا کہ نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس آگ میں جلانے کا بندوبست کیا تھا، وہی آگ ان کے لیے گلزار میں تبدیل ہوگئی اس طرح یہ مردِ آزمائش، مردِ یقین اور مظہرِ یقین کی شکل میں سامنے آیا۔

مظہرِ حضوری

سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ حضوری کیا ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کے معنیٰ تو قربت نزدیکی، موجودگی اور حاضری کے ہیں۔ تصوف کی اصطلاح میں عشق کو حسن کا ایسا قرب حاصل ہوتا ہے جو کسی اور شے کو میسر نہیں بقول حضرت علامہ اقبال اگر حسن جلوہ ہے تو عشق اس کا پرتو، حسن تصویر ہے تو عشق اس کی حیرانی۔ دراصل حسن و عشق کی یہ غیر مرئی قربت ہی حضوری کی علامت ہے چنانچہ دامنِ مصطفےٰ صلعم سے وابستہ ہونے کے بعد جو آتشِ عشق حضرت بلال حبشیؓ کو نصیب ہوئی وہ مظہرِ حضوری کی لازوال مثال کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے۔ علامہ اقبالؒ نے نہایت ہی دلنشیں انداز میں اسے یوں بیان فرمایا ہے

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری — کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذانِ ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی — نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی۔

مظہرِ عمل

حضرت اویس قرنی ان برگزیدہ وارفتگان محبت میں سے تھے جن کی تخلیق ہی عشق و محبت کے خمیر سے ہوئی تھی اگرچہ وہ دیدار جمال نبوی سے محروم رہے مگر شمع رسالت کے پروانوں میں سے تھے۔ عملی اعتبار سے اطاعتِ رسول اللہ اور تعظیم شریعت کی وہ مثال قائم کی جس کی نظیر پوری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ان کے پیش کردہ طرزِ عمل کی وجہ سے ان کی شخصیت رہتی دنیا تک قابل رشک اور قابل تقلید رہے گی۔ اور ان کے مظہرِ عمل کا یہ لازوال نمونہ نقش کالحجر بن کر ہمیشہ قائم رہے گا

مظہرِ اخلاص

حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں واقعہ کربلا اس بات کی شہادت فراہم کرتا ہے کہ امام عالی مقام کو نہ تو اقتدار کی خواہش تھی اور نہ ہی زر و جواہر کی تمنا۔ اس پیکرِ اخلاص نے حق کی سربلندی کے لیئے تلواروں کے سائے میں نمازِ عشق ادا کرتے ہوئے سر کٹوانا قبول کر لیا لیکن باطل قوتوں کے سامنے سر جھکانے پر آمادہ نہ ہوئے اور یوں اپنی طاعت میں قربِ الٰہی کی دھن اور مقصد رضائے الٰہی پر قائم رہے تاریخ شاہد ہے کہ وہ حقیقتاً مظہرِ اخلاص تھے۔ اس طرح مظہرِ اخلاص ہونے کی بہترین مثال پیش کی۔

مظہرِ فقر

حقیقت فقر یہ ہے کہ دل سے ہر تمنا نکل جائے۔ صرف ایک تمنا رہ جائے یعنی دیدارِ الٰہی کی تمنا مشاہدہِ جمال کی تمنا۔ محصور فی سبیل اللہ ہو کر دین کے کام میں مشغول ہو جائے۔ ایسے فقراء کے لیئے قرآن حکیم میں "اُحصِرُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ" کا خاص لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مقام اولیاء اللہ کے مقامات میں سے ایک خاص مقام ہے۔ اس مقام تک رسائی اللہ تعالٰے کی خاص رحمت اور بے پایاں نظر کرم کی وجہ سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جب سرخیلِ اولیاء حضرت سید علی ابوالحسن ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رح کی زندگی کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ حقیقتاً مظہرِ فقر و غنا تھے۔ جس کی شہادت خود ان کی اپنی تصنیف کشف المحجوب میں ملتی ہے جو کہ پچھلے تقریباً ایک ہزار سال سے دنیائے

Marfat.com

تصوف میں ایک مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔

حاصل کلام

یہ حقیقت ہے کہ جب مُرشد کا لفظ زبان پر آتا ہے تو ہمارے ذہنوں میں ایک پاکیزہ، نیک اور خدارسیدہ شخصیت کا تصور اُبھرتا ہے جس کی دل کشی اور دلنوازی میں مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے۔ جسے ہم راہِ حق میں اپنی راہبری کے قابل سمجھتے ہیں۔ اصولی طور پر یہ سب درست ہے۔ لیکن علامہ اقبال نے جو عشق کو مرشدِ اولین کہا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ کسی بھی نصب العین کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ پورے انہماک، لگن اور ذوق و شوق سے کام لیا جائے۔ ظاہر ہے کہ اس سلسلہ میں جس قسم کے جذبہ محرکہ کی ضرورت ہے۔ وہ جذبۂ عشق کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں محبت الٰہی کو شرط ایمان قرار دیا ہے جس دل میں حق تعالےٰ کی محبت نہ ہو ایمان سے خالی ہے" اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایمان کا درخت اس وقت تک پوری طرح بارآور نہیں ہوتا، جب تک اسے محبت کے آبِ حیات سے نہ سینچا جائے محبت کو پائیدار بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے جذبۂ عشق کی اشد ضرورت ہے جس سے بے پناہ ہمت و جرأت حاصل ہوتی ہے۔ سراپا سوز و گداز اور ہمہ تن ذوق شوق کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ غرضیکہ بے شمار توانائیوں اور بے پناہ قوتوں کا سرچشمہ عشق ہی ہے جس سے نہ صرف عمل مسلسل کو جاری رکھنا ممکن ہوتا ہے بلکہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے طویل ترین فاصلے حیرت انگیز حد تک کم ہو جاتے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومیؒ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ عشق ہی سے جسم خاکی افلاک کی پہنائیوں میں پہنچ سکتا ہے۔ اور بلندی و عروج کی آخری منزلیں بھی اس کے زیرِپا ہو سکتی ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اس کی بہت اچھی ترجمانی کی ہے ؎

عشق کی اک جست نے سب کر دیا قصہ تمام   اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

ربِ کریم تمام مسلمانوں کو فکر و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ ظاہری اور باطنی قوتوں سے نوازے اور اسلامی اقدار کو اجاگر کرنے کی ہمت دے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

رخشندہ ترے حسن سے رخسارِ یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

آیا ترا اسمِ مبارک مرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے

صوفی تبسم

Marfat.com

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ظہورِ نورِ ازل کو نیا بہانہ ملا
حرم کی تیرہ شبی کو چراغ خانہ ملا
تیری نظر سے ملی روشنی نگاہوں کو
دلوں کو سوزِ تب و تابِ جاودانہ ملا
خدا کے بعد جلال و جمال کا مظہر
اگر ملا بھی تو کوئی ترے سوا نہ ملا
وہ اوجِ ہمت عالی، وہ شانِ فقرِ غیور
کہ سرکشوں سے باندازِ خسروانہ ملا
درِ حضورؐ سے کیا کچھ ملا نہ مجھ کو حفیظؔ
نوائے شوق ملی جذب عاشقانہ ملا

حفیظؔ ہوشیارپوری

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

مقامِ رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

کامل و اکمل انسان

رہبر اعظم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور شعبوں کا ایک مجموعہ ہے کسی قوم کا راہنما، ہادی یا پیشوا ایسا نہیں ہوا۔ جس نے انسانی زندگی کیلئے ایک مکمل لائحہ عمل بطور نمونہ پیش کیا ہو یہ اعزاز صرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کو ہی حاصل ہے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عملی زندگی میں مختلف حیثیتوں میں سامنے آئے اور ہر حیثیت سے کامیاب و کامران رہے۔ مثال کے طور پر بحیثیت جرنیل و سپاہی، حاکم و محکوم، تاجر و مزدور، قاضی و معلم یہاں تک ایک باپ، بیٹا اور شوہر ہونے کے علاوہ بھی ہمیں ہر گوشۂ زندگی میں ان کی سیرت طیبہ سے مکمل راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

قائدانہ صلاحیتیں

اختصار کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی گفتگو کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے صرف ایک ایسے پہلو پر روشنی ڈالنے تک محدود رکھیں جس کا تعلق ان کی فطری قائدانہ صلاحیتوں سے ہے اور جن کی

Marfat.com

تصدیق تائید اور تاکید قرآن حکیم میں بھی موجود ہے۔ فرمان الٰہی ہے (اصل متن اوپر آچکا ہے) ترجمہ "لوگو تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں۔

التوبہ آیت ۱۲۸ اس آیت کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد تین نمایاں خوبیوں کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ وہ لوگوں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے تھے۔

۲۔ دوسروں کی خیر خواہی اور نفع رسانی کی تڑپ اُن کے دل میں موجود تھی۔

۳۔ مومنوں کے لیئے وہ شفقت آمیز جذبہ رکھتے تھے۔

ظاہر ہے کہ ایک شخص دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوگا۔ تو آپس میں محبت اور الفت بڑھے گی۔ عوام کی خدمت اور فلاح و بہبود کے کام کرنے سے باہمی ہمدردی کے جذبہ کو فروغ حاصل ہوگا اسی طرح جب آپ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آئیں گے تو وہ آپ کے قریب تر ہوتے جائیں گے اور ہر قسم کے ایثار و قربانی کے لیئے ہمہ وقت تیار رہیں گے۔

مِلّی مسائل کا حل

مذکورہ بالا آیت کو اگر مندرجہ ذیل آیت سے ملا کر پڑھا جائے تو بات اور بھی صاف ہو جاتی ہے قائدانہ خوبیوں کے حامل مزید چند ایسے اساسی اصول اُبھر کر سامنے آتے ہیں جن کی روشنی میں ہم اپنے ملکی اور ملّی مسائل کو حل کرنے میں راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

"اے محمدؐ" خدا کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لیئے نرم واقع ہوئی ہے۔ اور اگر تم بدخُو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے تو ان کو معاف کر دو اور ان کے لیئے خدا سے مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورت لیا کرو۔ اور جب کسی کام کا عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو۔ بے شک خدا بھروسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (آل عمران آیت ۱۵۹)

یہاں پر جو باتیں غور طلب ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ نرم دلی کو اللہ تعالےٰ کی خاص رحمت قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ سخت مزاجی اور سنگدلی کو باہمی انتشار کا موجب گردانا گیا ہے۔

Marfat.com

۲۔ رب رحیم اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنے ساتھیوں کو معاف کردو۔ ان کے واسطے بخشش مانگو۔ ان سے مشورہ کر لیا کرو اور جب کسی کام کا پختہ ارادہ کر لو تو ہر قسم کے نتائج کے لیئے خدائے پاک کی ذات پر بھروسہ رکھو کیونکہ یہ بھی ایک وسیلہ ہے جس سے انسان کو اللہ تعالےٰ کی قربت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

خدا پر بھروسہ

خیال رہے کہ خدا پر بھروسہ کرنے کے لیئے قرآن حکیم میں جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ ہے "توکل" اس لفظ کو سمجھنے کے لیئے لوگ اکثر غلطی کر جاتے ہیں یا یہ کہ اس لفظ کو غلط معنی پہنا دیئے جاتے ہیں نتیجتاً بعض کم علم حضرات بے عملی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ توکل ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ ایمان لانے کے بعد خدا پر بھروسہ نہ کرنے سے ایمان بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اصل قوت توکل ہی ہے جو ہمارے عزم وعمل کو برقرار رکھنے کی ضامن ہے اس کے مقابلہ میں ہماری جدوجہد اور دنیاوی وسائل اور اسباب کی حیثیت ثانوی ہے۔

شورائی نظام

دوسری بات جس کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ آنحضرتؐ کو چونکہ وحی الہٰی کی راہنمائی حاصل تھی اس لیئے بظاہر وہ باہمی مشورہ کے محتاج نہ تھے لیکن مقصود یہ تھا کہ آنے والے زمانہ میں بھی شورائی نظام قائم رکھا جائے اس لیئے بالفعل اس پر عمل پیرا ہو کر بطور سنت اس کو جاری رکھنے کا جواز مہیا کر دیا

قومی داخلی اتحاد

قیادت اور امامت کے اساسی راہنما اصولوں کو کسی حد تک سمجھ لینے کے بعد یہ ہم پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں مزید غور و خوض اور تحقیق کریں۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ان اصولوں کو اپنائیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لیئے پرجوش اور پرخلوص کوشش جاری رکھیں جیسا کہ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ پاکستانی قوم نے اپنے پیارے پاکستان میں اسلامی نظام کو قائم کرنے کا اٹل

Marfat.com

فیصلہ کر رکھا ہے۔ ضرورت اس امر کی کہ ہم اپنے مقصد کے حصول کے لیئے اپنے نظریہ یا نصب العین سے شدید محبت کریں بلند اخلاق اور مضبوط کردار کی تعمیر کریں۔ خود غرضی، مطلب پرستی اور مفاد پرستی سے گریز کریں اپنی جدوجہد کو زیادہ منظم اور مربوط کرنے کے لیئے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ملی اتحاد پہ سب سے زیادہ توجہ دیں کیوں کہ ہمارے سامنے جو مقصد ہے وہ ہمالیہ کی چوٹی کو سر کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ اور یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیئے کہ کسی بھی نظام کو بدلنا یا ازسرنو سابقہ نظام پر آمادہ کرنا پھولوں کی سیج نہیں ہے اس وقت راستے کی تمام رکاوٹوں سے نجات حاصل کرنے کا واحد حل قومی داخلی اتحاد میں مضمر ہے

نسلی عصبیت

ہر صاحب شعور اس راز سے واقف ہے کہ ہماری ملت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیئے داخلی اور خارجی سازشوں کے جال ہر جگہ بچھے ہوئے ہیں۔ داخلی طور پر ان میں سب سے زیادہ ہلاکت خیز زہر قومی اور نسلی عصبیت کا زہر ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔

"ہم میں سے نہیں جو قومی اور نسلی عصبیت پر قائم رہا۔

ہم میں سے نہیں جو قومی اور نسلی عصبیت کی خاطر لڑا"

ہم میں سے نہیں جس نے قومی اور نسلی عصبیت کے لیئے اپنی جان دیدی۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ عصبیت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اپنی قوم یا جماعت کی حمایت اس حالت میں بھی کرو جب تم جانتے ہو کہ وہ ناحق پر ہے۔

غیر اللہ کا خوف

یہاں پر یہ چیز بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ بعض اوقات غیر اللہ کا خوف بھی انسان کی اعلےٰ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے سے روکتا ہے۔ نفسیاتی اور ذہنی طور پر وہ اس قدر مرعوب ہو جاتا ہے کہ اس کا جذبہ عمل ماند پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ شرک کی حدود کو چھونے لگتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا پیغام عام کرنا شروع کیا تو وہ اپنے

Marfat.com

دور کی ایرانی اور رومی قوتوں سے خائف نہیں ہوتے تھے کیونکہ ان کا اپنا ارشاد تھا: ہر خوف کے پیچھے شرک پوشیدہ ہے۔ ہمارے اس دور میں بھی دو سپر طاقتیں موجود ہیں ہمیں ان سے ہرگز ہرگز خائف نہیں ہونا چاہیے ہم اگر مومنانہ فراست سے کام لیں فکر و عمل میں یک رنگی پیدا کریں اور اپنی صفوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنالیں۔ ملک میں ایسی فضا پیدا کریں جس سے ملت کے ہر فرد کے اندر خودداری اور خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہو اور ہر شخص رضاکارانہ طور پر بہ عمل صرف اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پوری خوش دلی سے ہمیشہ آمادۂ کار رہے۔ "نصر من اللہ وفتح قریب" یہ مژدۂ جانفزا ہمارے ہی لئے ہے

مغنئ آتش نفس

ملت اسلامیہ کو اس وقت ایک ایسے مغنئ آتش نفس کی ضرورت ہے جو خاک میں دبی ہوئی آگ کو انگاروں کی شکل دے کر دور غلامی کی جن زنجیروں نے سوچ کو جکڑ رکھا ہے انہیں گرمئ آتش سے پگھلا دے جو قوم کا نبض شناس ہو اور ان کے حالات و مزاج کے مطابق ان کی اصلاح کر سکے جدید و قدیم کی بحث سے بالاتر ہو کر اعلےٰ اخلاقی اقدار کی ترویج کے لیے کوشاں رہے۔ ارباب اقتدار، اکابرین ملت، راہنمایان قوم، عالمان دین مشائخ عظام اور علم دوست حضرات کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر سکے اور اس طرح اجتماعی طور پر ملت کے عظیم و عزیز مقصد کے حصول کے لئے تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جا سکے۔ ایسا کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ بقول ایک مغربی مفکر اور ممتاز مورخ مسٹر آرنلڈ بے ٹائن بی: نئی بنیادیں وہی لوگ بھر سکتے ہیں جو اس راز سے واقف ہوں کہ پرانی بنیادیں کیوں بیٹھ گئیں۔

اور حضرت علامہ اقبالؒ کے ارشاد کے مطابق اب تعمیر نو کا کام بغیر کسی تاخیر کے شروع کر دینا چاہیئے۔

معمار حرم باز بہ تعمیر حرم خیز
از خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز

عاجزانہ دعا ہے کہ رب کریم مسلمانوں کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع محبت کو روشن کر دے اور اسوۂ رسول مقبولؐ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین

Marfat.com

بندۂ فقر

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا، وہاں بے ذوق ہے صہبا!

نہ ایراں میں رہے باقی نہ توراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جن کا ہلاکِ قیصر و کسریٰ

یہی شیخِ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیمِ بوذرؓ و دلقِ اویسؓ و چادرِ زہراؓ؟

حضورِ حق میں اسرافیلؑ نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (البقرہ ۱۶۳)

اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے اس بڑے مہربان اور رحم والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

مقامِ اطاعت

حیاتِ طیبہ

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ

ابتدائیہ

طالبان خالق حقیقی، عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں نمایاں حیثیت کے مالک اولیائے کرام اور دنیائے روحانیت کے درِ شہوار اور سلوک کے مرد شہسوار حضرت اویس قرنی رحؒ نے مردانِ حق آگاہ میں بلند ترین اور ممتاز ترین مقام حاصل کیا۔ اگرچہ ان کی سوانح حیات کے متعلق تواریخ قدیم و جدید میں نہایت ہی اختصار کے ساتھ چند اہم واقعات کا ذکر ملتا ہے۔ ان واقعات کی تاریخی شہادتوں سے تصدیق بھی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کی سیرت و کردار پر مزید تحقیق اور غور و فکر کی اشد ضرورت ہے۔

چند سوالات

اس ضمن میں قدرتی طور پر چند سوالات اُبھر کر سامنے آتے ہیں وہ یہ کہ اس برگزیدہ ہستی کو اتنے

Marfat.com

جلیل القدر اور عظیم مرتبہ تک پہنچنے کے لیئے کیوں کر رہنمائی حاصل ہوئی اور سہولت تعلیم کی غیر موجودگی میں صحیح سمت پر گامزن ہونے اور ثابت قدم رہنے کے لیئے کون سی قوت محرکہ تھی جو ان کو میسر آئی منزل مقصود تک رسائی حاصل کرنے کے لیئے کیسے کیسے کٹھن مراحل، سے گزرنا پڑا۔ کون کون سی قربانیاں دینی پڑیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم ان سوالات کا حل تلاش کریں انکی نجی زندگی کے شب و روز کیوں کر گزرتے تھے ہمارے لیئے اس سلسلہ میں آگاہی حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔

پیدائش و معمولات

حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ یمن کے ایک قصبہ قرن میں پیدا ہوئے اور اسی نسبت سے قرنی مشہور ہوئے چونکہ بچپن ہی سے حضور کے والد محترم کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا تھا اس لیئے انہیں ابتدا ہی سے محنت و مشقت کرنا پڑی۔ وقت جوں جوں گزرتا گیا۔ آپ نے پیشہ شتر بانی اختیار کیا۔ مزدوری پر اونٹ چرانے کے صلہ میں جو اس وقت اجرت ملتی اس سے اپنی والدہ اور اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے بعد جو کچھ بچ رہتا اسے نادار لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔

نغمۂ توحید

انسانوں سے نیکی کرنے کا جذبہ تو ان کے اندر پہلے سے موجود تھا۔ اسی دوران جب ہادئ برحق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نغمۂ توحید بلند کیا تو اس کی یہ آواز فضاؤں میں گونجنی شروع ہوئی میں چند نفوس قدسیہ نے اس کا اثر قبول کیا اور آہستہ آہستہ یہ حقیقت ان کے دلوں کی گہرائیوں تک جا پہنچی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہی لوگ اس پیغام کو لے کر ملک کے دور دراز علاقوں تک پہنچے یہاں تک کہ اس صدائے حق کو حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی سنا۔ عقل سلیم نے اسے تسلیم کیا فطرت پاکیزہ نے اسے قبول کیا۔ اور فوراً ہی ایمان لے آئے۔ اب یہ ہوا کہ ضروری دنیاوی امور سے فرصت پانے کے بعد بڑے ہی شوق کے ساتھ عبادت و ریاضت میں بھی مشغول ہو گئے۔

Marfat.com

تلاشِ حق

بقول شخصے جب فرض منصبی اور شوق قلبی یکجا ہو جاتے ہیں تو منزل کی طرف سفر کرنا آسان اور خوشگوار ہو جاتا ہے۔ بیشہ شترہانی کے اعتبار سے آبادی سے دور تنہائی میں وقت گزارنا تو ہر روز کا معمول تھا ہی اب تلاش حق کی جستجو نے کائنات کی کھلی ہوئی کتاب کو پڑھنے اور اس پر غور و فکر کرنے کا موقع بھی فراہم کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: وہ لوگ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور فکر کرتے ہیں۔ آسمان اور زمین کی پیدائش میں کہتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ سب کچھ بیکار نہیں بنایا۔ تو پاک ہے سب عیبوں سے سو ہم کو بچا دوزخ کے عذاب سے۔

(آل عمران آیت ۱۹۱)

ان حکیمانہ انتظامات پر سوچ و بچار کرنے والے کا ذہن و قلب اللہ جل شانہٗ کی یاد کی طرف راغب ہو گیا۔ یہ وہ اہم موڑ تھا جہاں سے ان کی زندگی کا اصل سفر شروع ہوا جیسے جیسے ذکر و فکر کی منزلیں طے ہوتی رہیں شوق و محبت میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔

تمنائے بیتاب

ایک طرف تو یہ ہوا کہ ہر ملنے ملانے والے اور دیار رسول آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو کر آنے والے سے پیغام حق کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے ہر وقت بیتاب رہنے لگے دوسری طرف رسولِ پاک سرورِ کونین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کی شدید آرزو دل میں انگڑائیاں لینے لگی ان کی اس تکمیل آرزو میں سب سے بڑی رکاوٹ یا مجبوری یہ تھی کہ وہ اپنی نابینا، ضعیف اور بے سہارا والدہ کو چھوڑ کر گھر سے نکل نہیں سکتے تھے ادھر آتش فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بے چین کر رکھا تھا۔ اور یادالٰہی میں محویت کا یہ عالم تھا کہ وہ تسلیم و رضا کے خوگر اور صبر و استقامت کے پیکر بن گئے تھے۔ فرمان ربانی کے مطابق اب ان کی رہنمائی کا ذمہ خود قادر مطلق نے لے لیا تھا۔

Marfat.com

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھا دیں گے اور خدا انکو کاروں کے ساتھ ہے۔ (عنکبوت آیت ۶۹)

جب اللہ تعالٰے نگہبان ہو اور ایمان کی دولت ساتھ ہو تو راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اور تاریکیوں کے بادل چھٹ جاتے ہیں قرآن حکیم میں ہے۔

"جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا دوست خدا ہوتا ہے۔ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے۔ (البقرہ آیت ۲۵۷)

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

غرضیکہ سلوک کی منزلیں طے ہوتی رہیں۔ اسی اثنا میں خبر آئی کہ جنگ اُحد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شدید زخمی ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک یا دو دانت مبارک شہید ہو گئے شدت غم اور فرط محبت سے مغلوب ہو کر حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تمام دانت منہ سے نکال باہر کیے۔ طالب و مطلوب کے یہ رشتے روحانی طور پر مضبوط سے مضبوط تر ہوتے چلے گئے۔ تا آنکہ ایک روز جناب رسول پاک سرور کائنات فخر موجودات سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باطنی آنکھوں سے حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا اور اپنے صحابہ کرام سے فرمایا" اویس القرنی خیر التابعین باحسان وعطف" اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ احسان اور عاطف (شکر اور اچھا سلوک) کی رو سے تابعین میں سے اچھے ہیں۔ آنحضرت کے ان تعریفی کلمات کے بعد کوئی آدمی بھی کما حقہ، مزید تعریف کرنے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ بارگاہ رسالت سے اس اعزاز سے سرفراز ہونے کے بعد حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ ایک منفرد شخصیت کے مالک بن گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقع

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف "تذکرۃ الاولیاء" اور دیگر تاریخی اسناد سے اس واقعہ کی شہادت ملتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت آیا تو صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا مرقع (لباس) کسے دیا جائے۔

Marfat.com

آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اویس قرنی کو۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہمراہی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفے تشریف لے گئے۔ تلاش بسیار کے بعد اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ لگایا اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے نشان کے مطابق ان کے داہنے ہاتھ پر سفید نشان موجود ہونے کی بنا پر انہیں پہچاننے میں کوئی دقت محسوس نہ ہوئی اور اس طرح مرقع مذکور حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیا۔ آپ نے یہ بیش بہا عطیہ قبول فرمایا اور پہن لیا۔

اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو اتنی بڑی سعادت کیوں کر نصیب ہوئی؟ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ "معرفت" شوق اور محبت کا دوسرا نام ہے۔ شوق اور محبت کی علامت اطاعت ہے۔ شوق اور محبت جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہے اسی قدر فرمان الٰہی کی تعظیم بڑھتی رہتی ہے یہی وہ بنیادی اصول تھا جس کو اپنا کر جناب اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ نے اطاعت رسول اللہ اور تعظیم شریعت کی وہ مثال قائم کی جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان کے اسی طرز عمل کی وجہ سے ان کی شخصیت رہتی دنیا تک قابلِ رشک، قابل ستائش اور قابل تقلید رہے گی۔ خیال ہے کہ راہ سلوک میں مسلک اویسی وہ روحانی رشتہ ہے جس سے براہ راست درگاہ نبوت سے نورِ باطن حاصل ہوتا ہے۔

درسِ حیات

حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار سے جو سبق ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ

۱۔ محبت و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ کا قرب حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے

۲۔ شریعت کی پابندی کو کسی حالت میں بھی بغیر جائز شرعی عذر کے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا

۳۔ دنیاوی فرائض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دینی تقاضوں سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

دعائے عاجزانہ

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنی اور اپنے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت قلبی اور اطاعت کلی کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

چشمِ باطن

آنکھیں تین قسم کی ہوتی ہیں۔

جسمانی آنکھ جو انسان و حیوان دونوں کو حاصل ہے اسکا فعل صرف دیکھنا ہے۔ عقل کی آنکھ بصیرت کہلاتی ہے جو صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہے۔ ایمانی آنکھ خدا پرستوں کی ملکیت ہے جو دنیا کے علاوہ عالم بالا کا بھی نظارہ کرتی ہے۔

(حکیم بقراط)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ؕ

البقرہ آیت ۱۸۶

ترجمہ : اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں تو تمہارے پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ تو ان کو چاہیئے کہ وہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں۔

مقامِ دُعا

مقصدِ دُعا

خالقِ کائنات کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا یہ فیضِ خاص ہے کہ اس نے انسان کو تخلیقی صلاحیتوں کے اعتبار سے ایک نادر شاہکار بنایا اسے علم کی دولت اور قوتِ گویائی عطا فرمائی ہر طرح سے راہنمائی کا بندوبست کیا محدود اور ضروری اختیارات سے نوازا۔ تاکہ اسے اپنا نائب بنا کر اس دنیا میں بھیجا۔

اب یہ حقِ نیابت کا تقاضا ہے کہ انسان اس عظیم ہستی اور قادرِ مطلق سے ہمیشہ اپنے مضبوط تعلق کو استوار کرے اور اسے قائم رکھنے کے لیے مسلسل کوشش کرتا رہے خدا سے قربت کا وسیلہ تلاش کرے اللہ اور بندے کے درمیان دُعا ایک بے مثال طاقت ور وسیلہ ہے جو ربِ کائنات کی رحمتوں کو جوش میں لاتا ہے اور اسے مائل بہ کرم کرتا ہے۔ دستِ دعا دراز کرنے سے رنج والم افکار واندیشے

Marfat.com

دور ہوتے ہیں شکستہ وپریشان دل سکون واطمینان کا گہوارہ بن جاتے ہیں .

دُعا کا تاریخی پس منظر

تاریخ انسانی اس امر کی شاہد ہے کہ جب سے انسان نے اس دنیا میں قدم رکھا ہے اس دن سے اس کے دل ودماغ پر ایک عظیم ہستی کا ہمیشہ تصور قائم رہا ہے. اسی فطری رجحان نے اسے کسی نہ کسی شکل میں اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لیئے دعا مانگنے پر بے چین کیا اور ایک اَن دیکھی قوت بخش ذات والاصفات کی نصرت وحمایت حاصل کرنے کے لیے دعا کو ذریعہ بنایا. دنیا میں مختلف ادیان کی تعلیمات سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے .

جب ہم اس سلسلہ میں قرآن سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ سب سے پہلے بارگاہ رب العزت میں جس انسان نے دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے. اس کے بعد یہ سلسلہ انبیاء، اولیاء صدیقین وصالحین تک ہی محدود نہ رہا بلکہ ہر بنی نوع انسان نے دعا سے فائدہ اٹھایا. اور یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا .

تعلیم و ترغیب دعا

آپ ابتداء میں قرآنی آیت (سورہ بقرہ آیت ۱۸۶ مع ترجمہ) کا مطالعہ کر چکے ہیں دعا مانگنے کے لیئے ترغیب بھی دلائی گئی ہے اور رب کریم نے اپنی قربت کا احساس دلاکر ہمیں نہ صرف خوشیوں مسرتوں اور کامیابیوں سے ہمکنار ہونے کی نوید سنائی ہے بلکہ یہ فرماکر وہ ہماری پکار کو سنتا ہے اور دعا قبول کرتا ہے ہمیں ہر قسم کی مایوسیوں محرومیوں اور ناامیدیوں سے نجات دلادی ہے شرط صرف یہ رکھی ہے کہ ہم اس پر ایمان لائیں اور اسکی فرمانبرداری کریں. عام دستور کے مطابق ایک نافرمان انسان اگرچہ ناشکر گزار باغی اور سرکش ہی کیوں نہ ہو توبہ کرنے کے بعد رب العالمین کی رحمت کا سزاوار ہو سکتا ہے .

یہاں پر یہ چیز بھی نوٹ کرلینی چاہیئے کہ بوقت ضرورت دعا تو ہر انسان مانگتا ہے خواہ وہ مومن ہو یا غیر مومن. اللہ کی ربوبیت اور رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ سب کی دعائیں سنی جائیں اور جس دعا کو

Marfat.com

وہ چاہے شرفِ قبولیت بخشے۔ البتہ فرق اتنا ہے کہ غیر مسلموں کے لیئے دعا کے اثرات کا دائرہ اس دنیا تک ہی محدود رہتا ہے جب کہ ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو دعاؤں کے اثرات اس دنیا میں بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اور آخرت میں بھی ان کو بے حد و بے حساب اجر ملتا ہے دونوں جہانوں میں ان کے لیئے فوز و فلاح کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔

احادیث و دعا

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "دعا" عبادت کا مغز ہے
(ترمذی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم کو چاہیے کہ اپنی حاجتوں کو خدا سے مانگو۔ یہاں تک کہ اپنی جوتی کا تسمہ بھی جب کہ وہ ٹوٹ جائے (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ سختیوں کے وقت خدا اس کی دعا قبول فرمائے اس کو چاہیے کہ فراخی اور خوشحالی کے وقت کثرت سے دعا مانگے۔ (ترمذی)

ایتھر اور دعا

سائنس کے اس ترقی یافتہ دور میں اس حقیقت کو سمجھنا بہت ہی آسان ہو گیا ہے کہ ہماری دعائیں اپنا حیرت انگیز رول کیوں کر ادا کرتی ہیں یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ کائنات کے اندر جس فضا میں ہم سانس لیتے ہیں اس میں ہر وقت ہر مقام پر دیکھنے، سننے اور ریکارڈ کرنے کا ایک غیر مرئی اور غیر محسوس قسم کا وسیع و عریض نظام قائم ہے جب کہ ہم کسی قسم کی حرکت کرتے ہیں یا بولتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم کسی چیز کے متعلق اپنے ذہن میں ارادہ یا خیال بھی کرتے ہیں تو اس فضائے بسیط کے اندر حساس لہروں کا ایک لاانتہاہی سلسلہ اٹھتا ہے جو دنیا و مافیہا کی وسعتوں کو چیرتا ہوا عام روشنی کی رفتار یعنی ایک لاکھ چھیاسٹھ ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کر کے بظاہر فضاؤں میں گم ہو جاتا ہے لیکن اس کے اچھے یا برے اثرات و نقوش ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے فضا میں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ سائنس کی اصطلاح

Marfat.com

ہیں اسے ایتھر کی دنیا کہتے ہیں اس ایتھر کی کرشمہ سازیوں کو سمجھنے کے لیئے آج کل ریڈیو ٹیلی ویژن اور ٹیپ ریکارڈ وغیرہ چند ادنیٰ مثالیں ہیں دوسرے لفظوں میں ہر کنامہ و پیام کے لانے اور لے جانے کا یہ ایک ازلی و ابدی انتظام موجود ہے جو ہماری دعاؤں کو حضور حق تک پہنچاتا ہے اور ان کے اثرات ہم تک پہنچتے ہیں اس کے علاوہ جو وسیلے اور ذریعے اس کام کی تکمیل کے لیئے استعمال میں آتے ہیں اور جن کے متعلق ابھی انسان نہیں جانتا اس کا علم فقط اللہ تعالےٰ کی ذات بابرکات کے دائرہ اختیار میں ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ترجمہ: اور ہمارے ہاں ہر چیز کے خزانے ہیں اور ہم ان کو بمقدار مناسب اتارتے رہتے ہیں۔ الحجر آیت ۲۱

دل اور دعا

دعا کو موثر بنانے اور اس میں طاقت پرواز پیدا کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ دعا دل کی گہرائیوں سے پورے خشوع و خضوع کے ساتھ مانگی جائے اس میں درد ہو۔ تڑپ ہو سچائی ہو۔ نیاز و گداز ہو۔ عجز و انکساری ہو اور یقین محکم ہو۔ ایسی دعائیں فیض رساں تو ہیں تک پہنچنے میں درجہ کمال رکھتی ہیں

دعا اور صبر

بعض اوقات ہماری دعائیں جلد ہی شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہیں اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس میں کچھ دیر لگ جاتی ہے کبھی کبھی ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہماری دعاؤں کے اثرات ظاہر نہیں ہوتے ایسے میں یہ جان لینا چاہیئے کہ اس میں بھی مصلحت خداوندی کارفرما ہوتی ہے دعا کا اثر کسی صورت میں بھی زائل نہیں ہوتا۔ البتہ منشائے ربانی کو اس میں بہتری منظور ہوتی ہے قرآن پاک میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

ترجمہ: عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے اور وہ تمہارے لیئے مضر ہو اور (ان باتوں کو) خدا ہی بہتر جانتا ہے اور تم نہیں

Marfat.com

جانتے .   (البقرہ - آیت ۲۱۶)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ رب ذوالجلال اور حل مشکلات کی بارگاہ میں دعا کرنے کے بعد صبر و تحمل سے کام لیں کسی قسم کی تشویش یا شک و شبہات کے شکار نہ ہوں اور اس وعدہ خداوندی "لا تحزن ان اللّٰہ معنا" کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں .

قرآنی دعائیں

یوں تو متعدد دعائیں ایسی ہیں جن کا ذکر قرآن پاک اور احادیث نبوی میں آیا ہے لیکن آپ کی سہولت کے لیئے صرف چند قرآنی دعائیں اس مختصر کتابچہ میں درج کر دی ہیں تاکہ موقع کی مناسبت سے ان سے استفادہ کیا جا سکے .

قرآنی دعائیں اور انکے فوائد

۱. ہر قسم کے باطل نظریات سے محفوظ رہنے اور غصہ کو دبانے کے لیئے دعا .

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے

۲. ہر قسم کے کاموں میں برکت کے لیئے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے .

۳. یہ دین حق کا خزانہ ہے سب سے اعلیٰ ارفع اور جامع ترین دعا ہے .

(سورۃ فاتحہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ط

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے رحمٰن اور رحیم ہے روز جزا کا مالک ہے.

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں . ہمیں سیدھا راستہ دکھا .

Marfat.com

اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ؏

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔

۴. ہر وہ شر جس کا تصور کیا جا سکتا ہے اس سے بچنے کے لیئے دعا۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا

کہہ دیجئے اے محمدؐ میں صبح کے پیدا کرنے والے کی پناہ میں آتا ہوں اور تمام قسم کے شر سے اور اندھیری رات

وَقَبَ ۙ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ؏

کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور گنڈوں پر پھونکنے والوں کے شر سے اور حسد کرنے والے شر سے جب وہ حسد کرتے ہیں

۵. شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے اور اللہ کی پناہ میں آنے کے لیئے دعا

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ مِنْ

کہہ دیجئے اہیں لوگوں کے پیدا کرنے، لوگوں کے مالک اور لوگوں کے معبود کی پناہ میں آتا ہوں۔

شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ

شیطان کے وسوسے کی شرارت سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ جنوں اور انسانوں

وَ النَّاسِ ۵

میں سے۔

۶. دین و دنیا کی فوز و فلاح کے لیئے دعا۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ

اے ہمارے رب ہمیں عنایت فرما دنیا میں بھلائی اور بہتری اور آخرت میں بھلائی اور بچائے ہم کو

النَّارِ ط وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط

عذاب سے آگ کے اور ہمیں داخل فرما جنت میں زمرہ نیک لوگوں کے اے بڑے غالب بڑی بخشش والے اے جہانوں کے پروردگار

۷. مقصد حیات کو پورا کرنے اور آخرت میں حصول مغفرت کے لیئے دعا

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ط رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ

اے میرے رب مجھ کو بھی نماز پر قائم کر اور میری اولاد کو بھی اے ہمارے رب میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب میری

وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۵

مغفرت کر دیجئے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب کتاب کے دن

Marfat.com

۸. اپنی ناطاقتی کے اظہار، اللہ کی رحمت کی طلب اور کافروں پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے دعا

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

پروردگار جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ ہم پر نرمی کر ہم سے درگزر

وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥

فرما ہم پر رحم کر تو ہمارا مولا ہے ۔ کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر

۹. حصول عزت اور رزق کی کشادگی کے لیئے دعا ۔

اَللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ

اے سارے ملکوں کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے حکومت

تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى

چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور تو جسے چاہے ذلت دے ۔ تیرے ہی ہاتھ میں خیر ہے

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥

بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے ۔

۱۰. اپنے نفس کے ساتھ کی گئی زیادتیوں پر نادم ہونے اور مغفرت حاصل کرنے کیلئے دعا

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور اگر تو ہم پر رحم نہ کریگا تو یقیناً ہم گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جائینگے

۱۱. دنیا و آخرت میں نیک لوگوں کی رفاقت کی طلب کی دعا ۔

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ٥

اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کی رفاقت نصیب ہو ۔

۱۲. نیک کاموں کے سلسلہ میں صابر اور ثابت قدم رکھنے کے لیئے دعا

رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر صبر ڈال دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ ہمیں غالب کر کافروں پر

۱۳. مکمل بے بسی کی حالت میں اللہ سے مدد کی التجا کے لیئے دعا ۔

رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ

میں درماندہ ہوں سو تو میری مدد کر

Marfat.com

۱۴۔ اُس ظلم سے بچاؤ کیلئے جو انسان خود اپنے ساتھ کرتا رہتا ہے۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

نہیں کوئی معبود مگر تو (اللہ) پاک ہے تیری ذات بے شک میں ظالموں میں ہوں

۱۵۔ توبہ کرنے اور تجدید عہد کے لیئے دعا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ

میں عظیم خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں

۱۶۔ اللہ کی پاکی بیان کرنے اور اس کی ثناء و شکر کا اظہار اس کا ورد کثرت سے کرنا چاہیئے بڑی فضیلت کا حامل ہے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ

اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیئے ہیں

۱۷۔ خود شناسی اور خدا شناسی کے لیئے علم میں اضافہ کی دعا

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

اے پروردگار میرے علم میں اضافہ کر دے

حاصلِ کلام

حاصل کلام یہ ہے کہ دُعا اللہ اور بندے کے درمیان ایک مضبوط ترین رابطہ قائم کرنے کا موثر ترین ذریعہ ہے اس کی شان خالقیت اور صفات ربوبیت کو تسلیم کر لینے کے بعد صرف دعا ہی ان احساسات کے اظہار کا بہترین طریقہ ہے دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک پسندیدہ ترین سلیقہ عبادت ہے جس سے انسان کو اپنے عبد ہونے اور اللہ کو معبود ماننے کا بخوبی احساس ہوتا ہے اسطرح وہ رب کریم کی حمد و ثنا اور شکر گزاری کے جذبہ سے ہمہ وقت سرشار رہتا ہے اور سکون و راحت کی دولت سے اپنے دامن کو بھر لیتا ہے یہاں پر یہ چیز ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ افضل ترین طریقہ دعا "نماز" ہے اور سورہ "فاتحہ" اعلیٰ ترین اور ارفع ترین دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح طور پر دعا مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے میں سرگرم عمل رکھے اور صالحین مقربین کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت بخشے، آمین۔

Marfat.com

دُعا

یارب دلِ مُسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو رُوح کو تڑپا دے

محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

اس دور کی ظلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو
وہ داغِ محبّت دے جو چاند کو شرما دے

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

نکتۂ توحید

سمجھ میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہیئے!

وہ رمزِ شوق کہ پوشیدہ لَا اِلٰہ میں ہے
طریقِ شیخ فقیہانہ ہو تو کیا کہیئے!

سرور جو حق و باطل کی کارزار میں ہے
تو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیئے!

جہاں میں بندۂ حر کے مشاہدات ہیں کیا
تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیئے!

مقامِ فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیئے!

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

اے روحِ محمد ﷺ

شیرازہ ہوا ملّتِ مرحوم کا ابتر!
اب تو ہی بتا تیرا مسلمان کدھر جائے!

وہ لذتِ آشوب نہیں بحرِ عرب میں
پوشیدہ جو ہے مجھ میں وہ طوفان کدھر جائے

ہرچند ہے بے قافلہ و راحلہ و زاد
اس کوہ و بیاباں سے حُدی خوان کدھر جائے!

اس راز کو اب فاش کر اے روحِ محمد ﷺ
آیاتِ الٰہی کا نگہبان کدھر جائے

(علامہ اقبال رح)

Marfat.com

مردِ مُسلمان

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی بُرہان !

قہاری و غفاری و قدّوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان !

ہمسایۂ جبریلِ امیں بندۂ خاکی
ہے اِس کا نشیمن، نہ بخارا نہ بدخشان !

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن !

قدرت کے مقاصد کا عیار اِس کے ارادے
دنیا میں بھی میزان، قیامت میں بھی میزان !

جس سے جگرِ لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دِل جس سے دہل جائیں وہ طوفان !

فطرت کا سرودِ ازلی اِس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن !

بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدر کے ستارے کو تو پہچان

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

اظہارِ تشکر

جن مخیر حضرات نے کتاب "مقاماتِ نورؒ" کا اوّل دوئم اور سوئم ایڈیشن چھپوانے میں تعاون کیا۔ اور تبلیغ اسلام دینی مشن کو کامیاب بنانے میں بھرپور مدد کی ادارہ اُن کا ازحد مشکور و ممنون ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرما کر ان کو اجر عطاء فرمائے انہیں دونوں جہانوں کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔ اور جملہ معاونین و اراکینِ انجمن خدام الفقراء، راولپنڈی پاکستان کی اس سعی سعید کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ مزید خدمتِ دین کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

اُدارہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انجمن خدّام الفقرا کا نصب العین

حکمتِ دینِ اسلام اور قرآنی فلسفہ حیات

کو فروغ دینا اور اس پر پوری سنجیدگی سے عمل پیرا ہونے کی ترغیب دلانا

و— اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے ہمیشہ سرگرم عمل رہنا۔

و— مسلمانوں کے قلوب میں عشق مصطفےٰ ﷺ کی شمع روشن رکھنا اور عظمتِ اہل بیتؓ و صحابہؓ کا نگہبان ہونا۔

و— شانِ فقراء و شانِ اولیاءِ کرام کا پاسبان ہونا اُن کے تبلیغی مشن کو جاری رکھنا۔

و— رُوحانی کیف و سرور حاصل کرنے کیلئے پاکیزہ رُوحانی مجالس کا انعقاد کرنا۔

و— انجمن وطنِ عزیز کے ہر مسلمان پاکستانی کی واحد ملک گیر تنظیم ہے: جو سیاسی گروہ بندی سے بالکل آزاد ہے اور مسلمانوں میں صحیح اسلامی رُوح بیدار کرنا چاہتی ہے۔

انجمن کا شائع شدہ اسلامی و دینی لٹریچر اندرونِ ملک بیرونِ ممالک اور دیگر اسلامی ممالک میں مفت تقسیم ہوتا ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ دُنیا کے دیگر مذاہب کا گمراہ کُن اور لادینی لٹریچر مفت تقسیم ہوتا ہے خود ہمارے ملک میں عیسائی مشنریاں اور دیگر مذاہب شب و روز اپنا بیشمار مذہبی لٹریچر مفت تقسیم کر رہے ہیں۔ مگر ہم اس میں غفلت سے کام لے رہے ہیں کیوں نہ ہم اپنا دینی لٹریچر مفت تقسیم کر کے دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کریں یہ صدقہ جاریہ ہے۔ آیئے! اس مقدس مشن کو پورا کرنے اور کامیاب کرنے کیلئے انجمن ہذا کے ساتھ رضا کارانہ طور پر ہر ممکن طریق سے تعاون کریں۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

انجمن ہذا کی رکنیت کیلئے "فارم داخلہ برائے رضا کار" مندرجہ پتہ سے مفت حاصل کیجئے۔ کوئی چندہ یا فیس داخلہ نہیں ہے

دفتر مرکزی انجمن خدّام الفقراء
ای بلاک ۱۰۹، بی/۳، آستانہ فقر، سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
فون ۴۱۰۰۷۵/۴۱۴۳۱۷، اسلامی جمہوریہ پاکستان

Marfat.com

دعوتِ عام

مرکزی انجمن خُدّام الفُقراء راولپنڈی پاکستان جہاں ترویج و اشاعت اور تبلیغِ اسلام کو فروغ دینے میں پوری سنجیدگی سے عمل پیرا ہے وہاں فلاحی کاموں میں بھی مصروفِ عمل ہے انجمن ہذا کے بانی و سرپرست اعلےٰ کامل روحانی شخصیت جناب غنی سکندر شیخ مدظلہ العالےٰ کئی سالوں سے متواتر عوام الناس کی بے لوث روحانی دینی گرانقدر خدمات میں مصروف ہیں۔ عوام و خواص کی ذہنی تربیت اور فکری تعمیر کے کاموں میں ممکنہ حد تک تن من دھن سے گرمِ عمل ہیں جیسا کہ آپ ان سے بخوبی متعارف ہیں۔ اس تبلیغی اور اشاعتِ مشن کو وہ بذاتِ خود انکے رفقاء اور مہربان عقیدتمند مالی تعاون سے سرانجام دے رہے ہیں کیونکہ انجمن ہذا کسی قسم کا کوئی چندہ وغیرہ وصول نہیں کرتی اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنیکا اختیار ہے۔ البتہ مخیّر حضرات کو کارِ خیر اور صدقہ جاریہ میں شرکت کیلئے دعوتِ عام ہے لہذا جو خواہشمند اصحاب اِس کارِ خیر میں حصّہ لینا چاہئیں وہ براہ راست بذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آڈرز اپنے عطیات سرپرست اعلےٰ انجمن ہذا کے نام روانہ کر سکتے ہیں یہ صرف صدقہ جاریہ کیلئے ہوگا اسکا مقصد صرف رضا الٰہی کا حصول ہونا چاہیئے اللہ تعالےٰ ہم سب کو دینی خدمت کرنیکی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین،

احقر العباد

انوار اللہ شیخ

Marfat.com

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خودی کا سِرِّ نہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
خودی ہے تیغ، فساں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریبِ سود و زیاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ مال و دولتِ دُنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زنّاری
نہ ہے زماں نہ مکاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

علامہ اقبالؒ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرکزی انجمن خدام الفقراء

ای بلاک ۱۰۹/بی/۳، آستانہ فقر سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

فون: ۴۳۱۷/۴۱۴/۰۷۵/۵۱، اسلامی جمہوریہ پاکستان

فارم داخلہ برائے رضا کار

میں ایک پاکستانی مسلمان ہونے کی حیثیت سے انجمن ہذا کے نصب العین سے دلچسپی رکھتا ہوں/رکھتی ہوں اور اس میں بطور "رضا کار/رضا کارہ" شامل ہونا چاہتا ہوں/چاہتی ہوں۔ اس لیے میں اقرار کرتا ہوں/کرتی ہوں کہ اس ادارہ کے تنظیمی قواعد و ضوابط اور دیگر فیصلوں کا پابند رہوں گا/گی۔ اور اپنی استطاعت و استعداد کے مطابق اس ادارہ کے مشن کی کامیابی کے لیے رضا کارانہ طور پر ہر ممکن طریقے سے تعاون کروں گا/کروں گی۔

دستخط ______________

نام ______________ نام ولدیت ______________

شناختی کارڈ نمبر ______________

مکمل ڈاک کا خوشخط پتہ (گھر و دفتر) ______________

ٹیلی فون ______________ شہر ______________ تاریخ ______________

تعارف کنندہ کا نام و مکمل پتہ ______________

____

انجمن ہذا کی رکنیت حاصل کرنے کے لیے کوئی چندہ یا فیس داخلہ نہیں ہے۔

برائے دفتری کارروائی انجمن ہذا

رضا کار کا رجسٹرڈ نمبر ______________

جنرل سیکرٹری

Marfat.com

Marfat.com

کلامِ اقبالؒ

شمعِ محفل ہو کے تُو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اِس لذّت سے بیگانے رہے
رشتۂ الفت میں جب اُن کو پرو سکتا تھا تُو
پھر پریشاں کیوں تری تسبیح کے دانے رہے

التماس

قارئین کی خدمت میں مودبانہ گزارش ھے که اِس کتابچه میں اگر آپ کوئی کمی بیشی محسُوس کریں تو ازراہِ لطف وکرم اسے نظرانداز کردیں۔ البته آپ ہمیں اپنے گرانقدر مشوروں سے ضرور نوازیں۔ شکریہ

(ادارہ)

Marfat.com

رُباعی

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صُوفی گئی روشن ضمیری
خُدا سے پھر وُہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری

(اقبالؒ)

میاں جمیل احمد
ذخیرہ

Marfat.com

Marfat.com

شائع کردہ

شعبہ

نشرواشاعت

۱۰۹ بلاک ای سٹلائیٹ ٹاؤن

نذرانہ عقیدت

بدر الزمان ورک، ۱۹، سول لائنز۔ شیخوپورہ فون ۳۷۳۲

Marfat.com

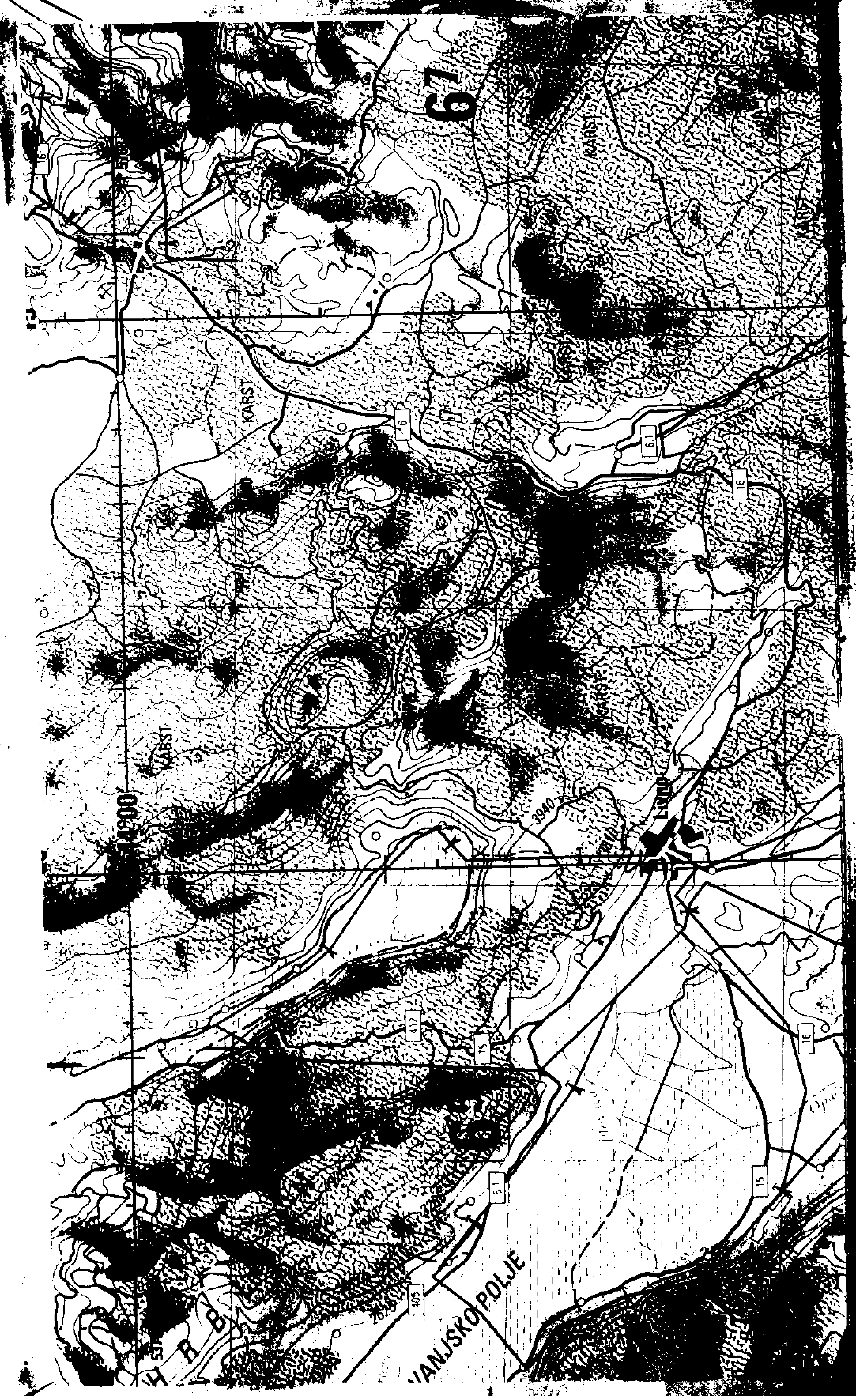
LIVANJSKO POLJE
LIVNO
KARST
KARST
3940
16
16
16
61
61
15
15
412
405

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

مقامات نور

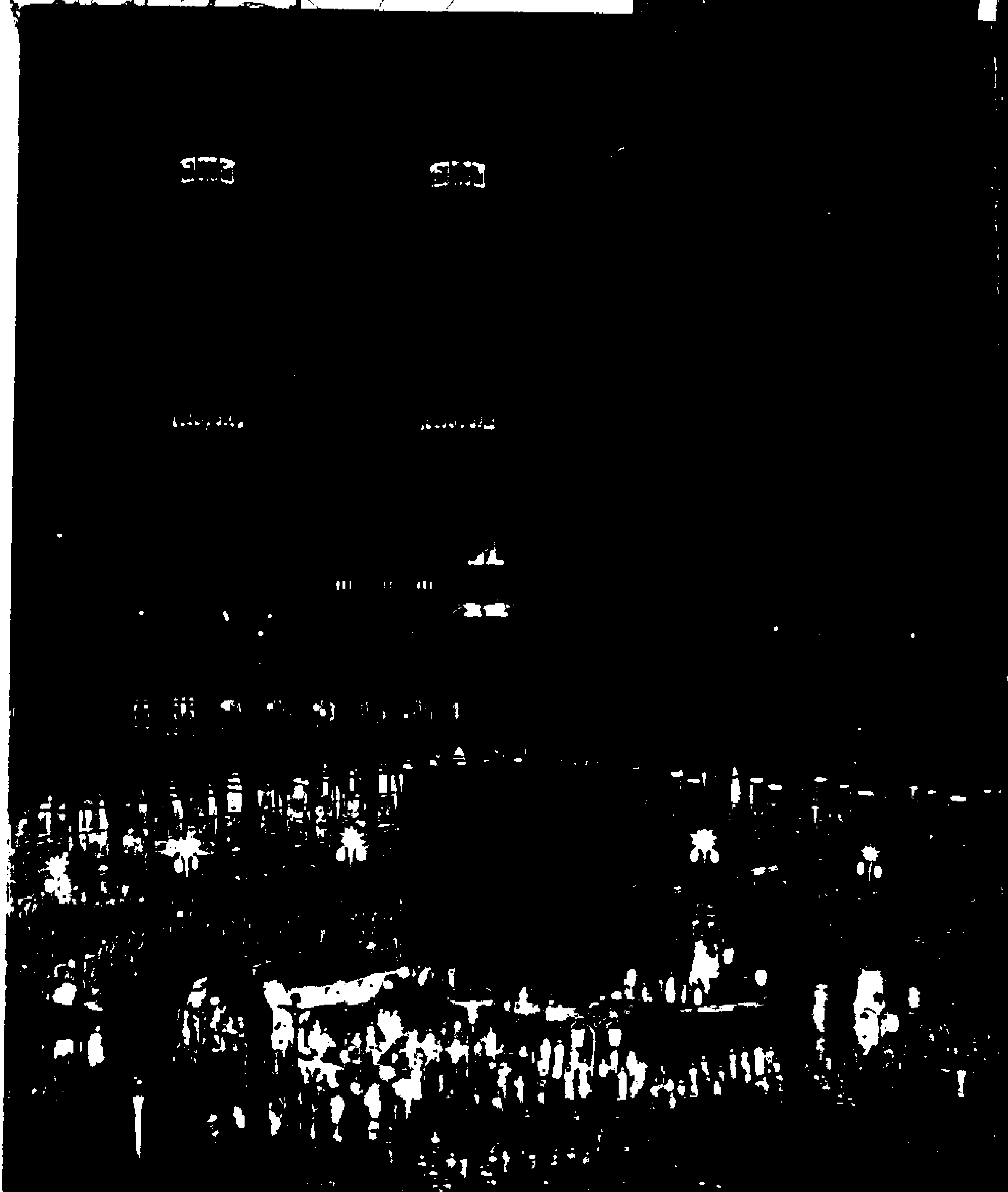

تقسیم فی سبیل اللہ

شائع کردہ: شعبہ نشر و اشاعت انجمن خدام الفقرا سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی پاکستان

Marfat.com